44

تنظیم اسلامی

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت
www.tanzeem.org
تنظیم اسلامی کا ترجمان

مسلسل اشاعت کا
34 واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

26 جمادی الاوّل تا 2 جمادی الثانی 1447ھ / 18 تا 24 نومبر 2025ء

اس شمارے میں

سوڈان اور ستائیسویں آئینی ترمیم

مال اور اولاد کا فتنہ (آزمائش)

امیر سے ملاقات (44)

حقیقتِ توکّل

حکمِ الٰہی سے اعراض

زندگی کی 24 مشکلات کا نبویؐ حل

قربانی ناگزیر ہے!

دینِ حق کو جب کبھی قائم کرنے کی کوشش کی جائے گی، کوئی نہ کوئی دینِ باطل قوت اور زور کے ساتھ قائم شدہ تو پہلے سے موجود ہوگا ہی۔ طاقت بھی اس کے پاس ہوگی، رزق کے خزانے بھی اُسی کے قبضے میں ہوں گے، اور زندگی کے سارے میدان پر وہی مسلط ہوگا۔ ایسے ایک قائم شدہ دین کی جگہ کسی دوسرے دین کو قائم کرنے کا معاملہ بہرحال پھولوں کی سیج تو نہیں ہوسکتا۔ آرام اور سہولت کے ساتھ بیٹھے بیٹھے قدم چل کر یہ کام نہ کبھی ہوا ہے نہ ہوسکتا ہے۔ آپ چاہیں کہ جو کچھ فائدے دینِ باطل کے ماتحت زندگی بسر کرتے ہوئے حاصل ہوتے ہیں، یہ بھی ہاتھ سے نہ جائیں اور دینِ حق بھی قائم ہوجائے، تو یہ قطعاً محال ہے۔
یہ کام تو جب بھی ہوگا اسی طرح ہوگا کہ آپ اُن تمام حقوق کو، اُن تمام فائدوں کو، اور اُن تمام آسائشوں کو لات مارنے کے لیے تیار ہوجائیں جو دینِ باطل کے ماتحت آپ کو حاصل ہوں، اور جو نقصان بھی اس مجاہدے میں پہنچ سکتا ہے اُس کو ہمت کے ساتھ انگیز کریں۔ جن لوگوں میں یہ کھکھیڑ اُٹھانے کی ہمت ہو، جہاد فی سبیل اللہ انہی کا کام ہے، اور ایسے لوگ ہمیشہ کم ہی ہوا کرتے ہیں، رہے وہ لوگ جو دینِ حق کی پیروی کرنا تو چاہتے ہیں، مگر آرام کے ساتھ، تو اُن کے لیے بڑھ بڑھ کر بولنا مناسب نہیں، اُن کا کام تو یہی ہے کہ آرام سے بیٹھے اپنے نفس کی خدمت کرتے رہیں اور جب خدا کی راہ میں مصیبتیں اُٹھانے والے آخر کار اپنی قربانیوں سے دینِ حق کو قائم کر دیں تو وہ آ کر کہیں اِنَّا کُنَّا مَعَکُمْ یعنی ہم تو تمہاری ہی جماعت کے آدمی ہیں، لاؤ اب ہمارا حصہ دو۔

خطبات
سید مودودیؒ

مسجدِ اقصیٰ کی حرمت اور فلسطینی مسلمانوں کو اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں!

ضروریاتِ زندگی کی اہمیت و مقام اور متاع الغرور میں فرق

الھدیٰ

ڈاکٹر اسرار احمدؒ 1158

سُورۃُ الرُّوم — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 23، 24

وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمۡ بِالَّیۡلِ وَالنَّہَارِ وَابۡتِغَآؤُکُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ﴿۲۳﴾ وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ یُرِیۡکُمُ الۡبَرۡقَ خَوۡفًا وَّطَمَعًا وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحۡیٖ بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ؕ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۴﴾

آیت ۲۳: ﴿وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ مَنَامُکُمۡ بِالَّیۡلِ وَالنَّہَارِ وَابۡتِغَآؤُکُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ ط﴾ ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا رات اور دن کو سونا اور تمہارا اُس کے فضل کو تلاش کرنا۔''

تمہارا رات کے وقت سونا' دوپہر کے وقت قیلولہ کرنا' اور پھر آرام کے اِن اوقات کے علاوہ معاشی دوڑ دھوپ میں سرگرمِ عمل رہنا بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت اور قدرت کی نشانیوں میں سے ہے۔

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّسۡمَعُوۡنَ ﴿۲۳﴾﴾ ''یقیناً اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو سنتے ہیں۔''

یہ سب نشانیاں یقیناً اُن لوگوں کے لیے ہیں جو انسانی کانوں یعنی دل کے کانوں سے سنتے ہیں' نہ کہ محض حیوانی کانوں سے۔

آیت ۲۴: ﴿وَمِنۡ اٰیٰتِہٖ یُرِیۡکُمُ الۡبَرۡقَ خَوۡفًا وَّطَمَعًا﴾ ''اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ تمہیں بجلی (کی چمک) دکھاتا ہے خوف اور اُمید کے ساتھ''

آسمانوں میں بادلوں کا چھانا اور بجلی کا چمکنا بھی اللہ کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے جس میں لوگوں کو بجلی کے گرنے اور طوفان وغیرہ کا خوف بھی ہوتا ہے جبکہ بارانِ رحمت کے برسنے کی اُمید بھی۔

﴿وَّیُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحۡیٖ بِہِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِہَا ط﴾ ''اور وہ برساتا ہے آسمان سے پانی' پھر زندہ کرتا ہے اس کے ذریعے سے زمین کو اُس کے مردہ ہو جانے کے بعد۔''

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوۡمٍ یَّعۡقِلُوۡنَ ﴿۲۴﴾﴾ ''یقیناً اس میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیں۔''

درس حدیث

ایمان کامل کی علامت

عَنۡ حَارِثَۃَ بۡنِ وَھۡبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعۡتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقُوۡلُ: ((اَلَا اُخۡبِرُکُمۡ بِاَھۡلِ الۡجَنَّۃِ کُلُّ ضَعِیۡفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوۡ اَقۡسَمَ عَلَی اللّٰہِ لَاَبَرَّہٗ اَلَا اُخۡبِرُکُمۡ بِاَھۡلِ النَّارِ کُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسۡتَکۡبِرٍ)) (بخاری کتاب الایمان)

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے: ''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں، کہ بہشت میں کون جائے گا؟ ہر وہ شخص جو کمزور ہے اور لوگ بھی اُسے حقیر جانتے ہیں (لیکن) اگر وہ اللہ کے بھروسے پر قسم کھائے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم پوری کر دیتا ہے۔ کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ دوزخی کون ہے؟ ہر وہ شخص جو تُند خُو ہونے کی وجہ سے حق کے خلاف ڈٹ جاتا ہے، اکڑ کر چلتا ہے اور متکبر ہے۔''

تشریح: یہ دنیا امتحان گاہ ہے، اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کو امتحان اور آزمائش سے دوچار کیا ہے۔ کسی شخص کے خوشحال اور طاقتور ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اللہ اُس سے راضی ہے اور وہ جنت میں جائے گا۔ کسی شخص کے مفلس اور کمزور ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ اُس سے ناراض ہے اور وہ دوزخ میں جائے گا۔ قیامت کے دن کامیابی اور ناکامی کے فیصلے دنیا میں تقویٰ اور نیک اعمال کی بنیاد پر ہوں گے، نہ کہ دنیا میں مال وجاہ کے ہونے یا نہ ہونے کی بنیاد پر۔

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب وجگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

26 جمادی الاوّل تا 2 جمادی الثانی 1447ھ — جلد 34
18 تا 24 نومبر 2025ء — شمارہ 44

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: رضاء الحق

مجلس ادارت: ● فرید اللہ مروت ● محمد رفیق چودھری ● وسیم احمد باجوہ ● خالد نجیب خان

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرون پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادار یہ

رضاء الحق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوڈان اور ستائیسویں آئینی ترمیم

سوڈان کی کہانی نہ صرف عجیب بلکہ عبرت ناک ہے۔ پہلی سوڈانی خانہ جنگی اس وقت شروع ہوئی جب سوڈان نے ابھی آزادی حاصل نہیں کی تھی (1956ء)، اور جنوبی حصے کے عیسائی فوجیوں نے مغربی ممالک کی آشیر باد کے ساتھ شمالی اکثریت پر مبنی افریقی النسل اور عرب النسل حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔ اِس بغاوت کی بنیادی وجہ یہ بتائی گئی کہ جنوبی باشندوں کو یہ خوف تھا کہ عرب-اسلامی بالادستی اُن پر مسلط کی جائے گی، لہٰذا اُنہوں نے خودمختاری کا مطالبہ کر دیا۔ یہ جنگ سترہ برس تک جاری رہی اور بالآخر 1972ء میں ادیس ابابا معاہدے پر اختتام پذیر ہوئی، جس کے تحت جنوبی سوڈان کو محدود خوداختیاری دے دی گئی۔ دوسری سوڈانی خانہ جنگی اُس وقت بھڑک اٹھی جب صدر جعفر نمیری نے پورے سوڈان میں اسلامی شریعت نافذ کردی۔ مغرب کے ممالک نے سوڈان کے جنوبی علاقہ کے عیسائیوں کے انسانی حقوق کی پامالی کا بہانہ بنا کر جنوبی علاقہ میں عیسائی افواج کو اسلحہ سے لیس کر کے اِس بغاوت کی بھرپور حمایت کی۔ اس کے ساتھ ہی سوڈان کے جنوبی علاقہ کے عیسائیوں نے 1972ء میں دی گئی خودمختاری کے معاہدے کو بھی یک طرفہ طور پر ختم کر دیا۔ اِس تنازعے میں شمال کی نمائندگی خرطوم میں قائم سوڈانی حکومت کر رہی تھی، جبکہ جنوب کی قیادت سوڈان پیپلز لبریشن موومنٹ (SPLM) کے عسکریت پسند سربراہ جان گارانگ کے ہاتھ میں تھی۔ اس جنگ کے نتیجے میں قحط، لڑائی اور جبری نقل مکانی کے باعث کم و بیش 20 لاکھ افراد جان بحق ہوئے۔

غزہ پر مکمل خاموشی بلکہ ناجائز صہیونی ریاست اسرائیل کی معاونت کرنے والی بین الاقوامی برادری، فوری طور پر حرکت میں آئی اور اِسے عیسائیوں کے لیے انسانی بحران قرار دے کر امن منصوبے پیش کرنا شروع کر دیئے۔ بالآخر 2005ء میں سوڈانی حکومت اور سوڈان پیپلز لبریشن موومنٹ کے درمیان ایک امن معاہدہ طے پا گیا، جس کے تحت جنوبی سوڈان کو خودمختار حکومت دی گئی، تیل کی آمدنی کی تقسیم کا نظام وضع کیا گیا، اور چھ سال بعد آزادی کے لیے ریفرنڈم کرانے کا وعدہ کیا گیا۔ اگرچہ جان گارانگ اُسی سال معاہدے کے فوراً بعد انتقال کر گیا، تاہم 'امن عمل' جاری رہا۔ جنوبی سوڈان کی آزادی کا خواب بلکہ صحیح تر الفاظ میں سازش 2011ء میں کامیاب ہوگئی۔ جنوری 2011ء میں ہونے والے ریفرنڈم میں تقریباً 98 فیصد ووٹروں نے آزادی کے حق میں فیصلہ دیا (جس میں نہ جانے کتنے فارم 47 تھے)، اور یوں 9 جولائی 2011ء کو جنوبی سوڈان باقاعدہ طور پر ایک آزاد ریاست کی حیثیت اختیار کر گیا۔

دوسری طرف شمالی سوڈان میں اسلام پسند ڈکٹیٹر عمر حسن احمد البشیر، جو ایک سابق سوڈانی فوجی افسر اور سیاستدان تھے، کی حکومت قائم رہی۔ عمر البشیر 1989ء سے 2019ء تک مختلف عہدوں کے تحت سوڈان کے سربراہِ مملکت رہے۔ آخرکار 2019ء میں ایک فوجی بغاوت کے نتیجے میں اُن کی 30 سالہ حکومت کا خاتمہ کر دیا گیا۔ عمر البشیر کی حکومت کے خاتمے کے بعد سوڈان ایک نازک عبوری دور میں داخل ہوا، جس میں فوجی اصلاحات، اقتدار کی تقسیم، اور علاقائی بغاوتوں جیسے مسائل حل طلب رہے۔ مہینوں پر محیط بڑے پیمانے پر مظاہروں کے بعد، ایک عبوری فوجی کونسل تشکیل دی گئی، جس کے تمام اراکین کا تعلق فوجی اسٹیبلشمنٹ سے تھا۔ اس دوران سوڈانی مسلح افواج (SAF)، جس کے سربراہ

لیفٹیننٹ جنرل عبد الفتاح عبد الرحمٰن برہان ہیں اور ریپڈ سپورٹ فورسز (آر ایس ایف/ RSF)، جس کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل محمد حمدان دقلو، جنہیں ہمدتی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے اور دونوں متحارب جرنیل کسی دور میں دوست رہے ہیں، نے آپس میں جنگ کی ٹھان لی۔

یہاں اس بات کا بھی تذکرہ کرتے چلیں کہ سوڈان سونا، تیل اور دیگر قیمتی معدنیات سے مالا مال ہے، جن میں یورینیم بھی شامل ہے۔ سونے کے ذخائر کے حوالے سے سوڈان کا دنیا میں تیسرا نمبر ہے۔ اگرچہ جھڑپوں کا آغاز 2021ء میں ہی ہو چکا تھا لیکن دونوں جرنیلوں کے درمیان کشیدگی بڑھتی گئی، جو بالآخر 15 اپریل 2023ء کو کھلی جنگ میں تبدیل ہوگئی۔ یہ جنگ نہ صرف دارالحکومت خرطوم بلکہ دارفور، کردوفان اور مشرقی علاقوں خاص طور پر الفشیر تک پھیل گئی، جس میں فضائی حملے اور نیم فوجی کارروائیاں بھی شامل تھیں، جس میں شہری بڑے پیمانے پر جان بحق ہوئے۔ میڈیا اور دیگر رپورٹوں کے مطابق دو سوڈانی مسلمان جرنیلوں کی ذاتی دشمنی اور ہوسِ زر و جاہ کے باعث ملک میں خانہ جنگی کے نتیجے میں 2023ء سے اب تک 60،000 سے 100،000 تک افراد لقمہ اجل بن چکے ہیں۔ ’ہرج‘‘ (قتل و غارت گری) کا یہ عالم ہے کہ مصنوعی سیارے سے لی گئی تصاویر میں الفشیر کی زمین سرخ دھبوں سے بھری دکھائی دے رہی ہے، جو در حقیقت اس قتلِ عام اور نسل کُشی کے نتیجے میں گرے ہوئے بے گور و کفن انسانی لاشے ہیں۔ جاں بحق ہونے والوں کی تعداد غزہ میں اسرائیلی بمباری کے نتیجے میں شہید ہونے والے مسلمانوں سے کم نہیں، جو عالمِ اسلام کے لیے باعثِ شرم ہے۔

آر ایس ایف تو خاص طور پر ایک نیم فوجی جتھہ ہے، جس میں دولت کمانے کے لیے 20 ممالک کے کرائے کے قاتل شامل ہیں۔ آر ایس ایف کے فوجیوں کی تعداد ڈیڑھ لاکھ تک بتائی جاتی ہے۔ بعض اطلاعات کے مطابق آر ایس ایف کے قاتلوں کو مشرقِ وسطیٰ کی ایک امیر عرب ریاست سونے کے بدلے جدید ترین اسلحہ فراہم کر رہی ہے۔ دوسری طرف سوڈانی فوج کو ایک دوسری عرب ریاست دریائے نیل پر قبضہ کی خاطر اسلحہ فراہم کر رہی ہے۔ سوڈان کی جغرافیائی اہمیت، بحیرہ احمر تک رسائی، اور قدرتی وسائل پر کنٹرول کی کشاکش نے اس تنازعے کو عالمی سطح پر بھی اہم بنا دیا ہے۔ ایک حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ مومنین کی مثال آپس کی محبت اور شفقت کے معاملے میں ایک جسم کی مانند ہے جس کا ایک حصہ تکلیف میں ہو تو سارا جسد بے آرام ہو جاتا ہے، لیکن حیرت اور افسوس کی بات بلکہ المیہ یہ ہے کہ سوڈان میں مسلمانوں کے قتلِ عام اور نسل کُشی پر مسلم ممالک اور تنظیم مجرمانہ خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں۔

دارفور، کردوفان اور مشرقی سوڈان جیسے خطے پہلے ہی محرومی کا شکار تھے، اب قدرتی وسائل سے مالا مال اور زرخیز زمین کے حامل سوڈان بھر میں بنیادی سہولیات کے فقدان، بھوک اور خوراک کی شدید قلت نے بدترین قحط کو بھی جنم دے دیا ہے۔ بین الاقوامی میڈیا کی رپورٹس کے مطابق کم و بیش ڈیڑھ کروڑ سوڈانی شہریوں کو اپنے ہی ملک میں بے گھر کر دیا گیا ہے۔ معیشت تباہ ہو چکی ہے۔ شہری علاقوں میں بازاروں پر گولہ باری، جنسی تشدد، جبری بھرتی، اور نسلی بنیادوں پر حملے عام ہو چکے ہیں۔ سوڈان کے شہری نقل مکانی پر مجبور ہیں، مگر جائیں تو کہاں؟

یہ بحران اس بات کی واضح مثال ہے کہ اگر فوجی اصلاحات اور حکمرانی کے مسائل حل نہ کیے جائیں تو بظاہر نظر آنے والی انقلابی تبدیلیاں بھی خانہ جنگی میں بدل سکتی ہیں۔ انسانی سطح پر اس جنگ کے اثرات نہایت ہولناک ہیں۔ سوڈان، جو افریقہ میں اسلام کا قلعہ ہوا کرتا تھا، آج اُس کی حالتِ زار اُس حدیث مبارکہ کا عملی نمونہ پیش کر رہی ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اُمّتِ مسلمہ کے لیے سب سے بڑا فتنہ مال ہے۔

سوڈان کی دردناک کہانی میں مسلمانانِ پاکستان، خصوصاً حکمرانوں اور مقتدر حلقوں کے لیے انتہائی واضح پیغام موجود ہے۔ اشرافیہ کے مفادات کے لیے کی جانے والی 27 ویں آئینی ترمیم سے عوامی مسائل حل ہوں گے اور نہ ہی ملکی تحفظ و سلامتی کو کوئی فائدہ ہوگا۔ فیلڈ مارشل کے عہدے کو باقاعدہ آئین کا حصہ بنا دینے اور بڑے صاحب کو بیک وقت چیف آف دی آرمی سٹاف اور چیف آف ڈیفنس فورسز بنا دینے کا ملک کے 25 کروڑ افراد کے مسائل کے حل سے کیا تعلق؟ صدرِ مملکت کو تاحیات فوجداری مقدمات سے استثنیٰ دینے کا بھی عوام کی فلاح، مملکت کے تحفظ اور ملک میں اسلامی نظام کے قیام سے کوئی تعلق نہیں۔ خبروں کے مطابق اب تو سپریم کورٹ کے دو سینئر ججوں نے بھی احتجاجاً استعفیٰ دے دیا ہے کہ آئینی ترمیم آئینِ پاکستان اور عدلیہ کی آزادی کو دفن کرنے کے مترادف ہے! نصح و خیر خواہی کے جذبہ کے تحت ہماری حکمرانوں اور مقتدر حلقوں سے دردمندانہ گزارش ہے کہ دوسروں کے انجام سے عبرت حاصل کریں اور مملکتِ خداداد پاکستان، جس کا قیام ہی اسلام کی بنیاد پر ہوا تھا، اُس میں اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کے نفاذ کی طرف پیش قدمی کریں۔ اسی میں ہماری دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکستان پر رحم فرمائے۔ آمین!

جہاں تک سوڈان کا تعلق ہے تو مسلم ممالک خانہ جنگی کے خاتمے کے لیے عملی اقدامات کریں اور جرنیلوں پر مستقل جنگ بندی اور مذاکرات کے لیے دباؤ ڈالیں۔ سوڈان میں جاری انسانی المیہ اور نسل کُشی کو رکوانا مسلم ممالک کی ہی دینی ذمہ داری ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں انسانیت کی اس تذلیل کو بند کروانے اور اپنے مسلم بھائیوں کی مدد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین!

مال اور اولاد کا فتنہ (آزمائش)

(سورۃ الانفال کی آیت 28 کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی لاہور میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ حفظہ اللہ کے 7 نومبر 2025ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوتِ آیاتِ قرآنی کے بعد!

قرآن حکیم میں یہ موضوع بار بار آیا ہے کہ یہ دنیا اصل حقیقت نہیں ہے بلکہ یہ عارضی اور فانی ہے۔ یہاں اللہ نے بندوں کو امتحان کے لیے بھیجا ہے۔ اسی امتحان کے تعلق سے اس دنیا میں کچھ دنیوی محبتیں ہیں، کچھ ایسے متعلقات ہیں کہ جن کے ساتھ انسان کو زندگی گزارنا ہے، ان سب کے بارے میں قرآن حکیم یہ تصور دیتا ہے کہ یہ سب بطور آزمائش تمہیں عطا کیے گئے۔ اسی تناظر میں ہم آج سورۃ الانفال کی آیت نمبر 28 کا مطالعہ کریں گے۔ ان شاء اللہ۔ فرمایا:

﴿وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ﴾

”اور جان لو کہ تمہارے اموال اور تمہاری اولاد فتنہ ہیں“

سورۃ الانفال مدنی سورت ہے اور اس میں غزوہ بدر کے حوالے سے تبصرہ اور تفصیلات بھی آئی ہیں۔ اس آیت سے قبل یہ تقاضا بیان ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے خیانت نہ کی جائے اور آپس کے معاملات میں خیانت نہ کی جائے۔ اگلی آیت میں تقویٰ کا تقاضا ہے، درمیان میں بتایا جارہا ہے کہ یہ مال اور اولاد فتنہ ہے۔ قرآن حکیم میں فتنہ کا لفظ آزمائش اور امتحان کے لیے بھی استعمال ہوا ہے، عذاب کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ سورۃ الانفال ہی میں فرمایا:

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ﴾ (الانفال:25) ”اور ڈرو اس فتنے (عذاب) سے جو تم میں سے صرف گنہگاروں ہی کو اپنی لپیٹ میں نہیں لے گا۔“

جب اللہ کا عذاب آتا ہے تو ہر خاص و عام پر آتا ہے البتہ جو لوگ نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہیں وہ عذاب سے بچ جاتے ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الاعراف میں اصحاب سبت کا واقعہ بیان ہوا ہے۔ اسی طرح فتنہ کا لفظ اسبابِ عذاب کے لیے بھی آیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

﴿يَوْمَ هُمْ عَلَى النَّارِ يُفْتَنُوْنَ ⑬﴾ (الذاریات)

”جس دن یہ لوگ آگ پر سینکے جائیں گے۔“

یعنی فتنہ ایسی چیز ہے جس کے ذریعے لوگوں کو امتحان میں ڈالا جاتا ہے، مشکلات اور مصائب میں ڈالا جاتا ہے، انہیں سینکا جاتا ہے، جیسے بھٹی میں کسی دھات کو ڈالا جاتا ہے تو کھرا اور کھوٹا الگ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جو واقعتاً اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنے والے ہیں، تقویٰ کے تقاضوں پر عمل کرنے والے ہیں، وہ اس امتحان میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن محض دعوے کرنے

مرتب: ابوابراہیم

والے اور نعرے لگانے والے بے عمل ناکام ہو جائیں گے۔

مال اور اولاد دنیوی محبت کی دو بہت بڑی علامات بھی ہیں۔

اس دنیا کی حقیقت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کم از کم تین مرتبہ یہ فرمایا: ﴿وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ⑱٥﴾ (آل عمران) ”اور یہ دنیا کی زندگی تو اس کے سوا کچھ نہیں کہ صرف دھوکے کا سامان ہے۔“

یہ دنیا کی محبت، چمک، لالچ سب فریب ہے، ختم ہونے والی ہے، کچھ بھی کام نہیں آئے گا سوائے نیک اعمال کے۔ مولانا رومؒ نے ایک مثال دی ہے کہ کشتی کا بقدر ضرورت حصہ پانی میں رہے تو چلتی رہے گی لیکن اگر زیادہ حصہ پانی میں چلا جائے تو ڈوب جائے گی۔ اسی طرح ہمیں اس دنیا میں بقدر ضرورت رہنا چاہیے، اگر اس میں زیادہ ڈوب کر اللہ کی بندگی کے تقاضے فراموش کر بیٹھے تو آخرت کی دائمی ناکامی مقدر بن جائے گی۔ اللہ تعالیٰ محفوظ فرمائے۔

اس دنیا کی اہمیت صرف ایک اعتبار سے ہے اور وہ یہ ہے کہ آخرت کی دائمی کامیابی یا ناکامی کا انحصار اس عارضی اور فانی دنیا کے اعمال پر ہے۔ اللہ کے پیغمبر ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنی انگلی کو سمندر کے پانی میں ڈالے اور نکال کر دیکھے کتنا پانی لگ کر آیا۔ دنیا کی زندگی کی مثال اس پانی کی سی ہے جو انگلی پر لگ کر آیا جبکہ آخرت کی زندگی کی مثال سمندر کی سی ہے (مسلم)

آپ ﷺ نے فرمایا: اس دنیا کے مال و اسباب کی حیثیت اگر اللہ کی نگاہوں میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اللہ کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ دیتا (مسند احمد)

ایک سچے مسلمان کی نظر میں اس فانی اور چند روزہ دنیا اور اس کی چمک کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ وہ کہاں کا مسلمان ہے جو کافروں کی عارضی دولت اور عشرت دیکھے اور اس کے منہ سے رال ٹپکنا شروع ہو جائے۔ سچا مسلمان تو وہ ہے جس کا ایمان اور یقین آخرت پر رہے اور اس کے دل میں آخرت کی فکر زیادہ ہو۔ اسلام یہی سکھاتا ہے۔ اسی وجہ سے جب ہم کسی کے انتقال کی خبر سنتے ہیں تو کہتے ہیں: انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مومن کے نزدیک دنیا و مافیہا کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ صحابہ کرام ؓ کے ہمراہ تشریف لے جارہے تھے کہ راستے میں بکری کا مردار بچہ کچرے کے ڈھیر پر پڑا ہوا نظر آیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کون اس مردار کو ایک یا دو درہم میں خریدے گا؟ کہا یارسول اللہ ﷺ! یہ تو بدبودار اور مردار ہے، اسے کوئی کیوں خریدے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی قسم جتنا بکری کا یہ مردار بچہ تم سب کی نظروں میں حقیر اور ذلیل ہے، یہ دنیا اور اس کا مال و اسباب اس سے کئی گنا بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی نظروں میں ذلیل، حقیر اور کمتر ہے۔ اس نظر سے ہم دنیا اور اس کے مال و اسباب کو دیکھیں گے تو

آخرت کی دائمی زندگی میں کامیاب ہوں گے۔ان شاء اللہ۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔آمین! البتہ دنیا کا مال دنیا کی ضرورت تو ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے لیے بعض چیزوں کو مرغوب بنایا ہے۔ جیسے سورۃ آل عمران میں فرمایا:

''مزین کر دی گئی ہے لوگوں کے لیے مرغوباتِ دنیا کی محبت جیسے عورتیں اور بیٹے' اور جمع کیے ہوئے خزانے سونے اور چاندی کے۔''

یہ سب چیزیں مرغوباتِ دنیا میں شامل ہیں لیکن آگے فرمایا: ''یہ سب دُنیوی زندگی کا سروسامان ہے۔'' (آل عمران:14)

یہ دنیا کی زندگی کا تھوڑا سا ساز وسامان ہے لہٰذا ضرورت کے مطابق انہیں اپنانا پڑتا ہے۔ تبھی تو اس حوالے سے شریعت کے احکامات بھی ہیں۔ زکوٰۃ تب دیں گے جب مال ہوگا۔ جب جائیداد ہوگی تو وراثت تقسیم ہوگی اور شریعت کے احکام لاگو ہوں گے۔ اسی طرح اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم ہے لیکن مال ہوگا تو اللہ کی راہ میں خرچ ہوگا۔ زندگی گزارنے کے لیے مال واسباب کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاہم بنیادی طور پر مال بھی ایک فتنہ ہے، امتحان ہے۔ مال کی طمع انسان کو غفلت میں ڈال سکتی ہے۔ سورۃ التکاثر میں فرمایا: ﴿اَلۡهٰىكُمُ التَّكَاثُرُ ۝۱ حَتّٰى زُرۡتُمُ الۡمَقَابِرَ ۝۲﴾ ''تمہیں غافل کیے رکھا ہے بہتات کی طلب نے! یہاں تک کہ تم قبروں کو پہنچ جاتے ہو۔''

اگر مال کی محبت میں انسان اس قدر ڈوب جائے کہ شرعی احکام سے بھی منہ موڑ لے، اللہ کی بندگی کے تقاضے چھوڑ دے یا بندوں کے حقوق پامال کرے تو پھر یہ تباہی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے:

﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَكُمۡ وَاَهۡلِيۡكُمۡ نَارًا﴾ (التحریم:6) ''اے اہل ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو اُس آگ سے''

لیکن آج مال کی محبت اتنی زیادہ ہوگئی کہ اپنے لیے بھی وقت نہیں ہے کہ اللہ سے لو لگا کر اپنے نفس، اپنی روح کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی تعلیم تو یہ ہے کہ:

''تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے، تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے۔'' (صحیح بخاری)

قرآن کریم میں ہم پڑھتے ہیں:

﴿اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا ۝۱﴾ ﴿وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا ۝۲﴾ (الزلزال) ''جب زمین ہلائی جائے گی جیسے کہ ہلائی جائے گی۔ اور زمین اپنے سارے بوجھ نکال کر باہر پھینک دے گی۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ''زمین سونے چاندی سمیت تمام خزانے اُگل دے گی، قاتل دیکھ کر کہے گا کہ اسی (مال) کی وجہ سے تو میں نے قتل کیا تھا، رشتہ داری توڑنے والا کہے گا: اسی وجہ سے تو میں نے رشتہ داری توڑی تھی، چور دیکھ کر کہے گا کہ اسی مال کی وجہ سے میرا ہاتھ کاٹا گیا تھا پھر سب اس مال کو چھوڑ دیں گے اور کوئی اس میں سے کچھ نہیں لے گا۔ ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر اُمت کا کوئی فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔'' اسی مال کی وجہ سے بھائی بھائی کا گلا کاٹ رہا ہے، اولاد ماں باپ کے ساتھ ظلم کرتی ہے، کمزور رشتہ داروں کی جائیداد ہڑپ کرلی جاتی ہے۔ جو زیادہ طاقتور ہیں وہ دو چار کنال نہیں بلکہ کئی کئی میل تک قبضہ کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اور ہاؤسنگ سوسائٹیاں بنا رہے ہیں۔ اسی مال کی وجہ سے قتل بھی ہوتے ہیں، ڈاکے بھی پڑتے ہیں، اسی مال کی وجہ سے کرپشن اور رشوت کا بازار گرم ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تمہارے متعلق فقر سے نہیں ڈرتا لیکن مجھے تمہارے متعلق اس بات کا اندیشہ ہے کہ دنیا تم پر فراخ کر دی جائے گی جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فراخ کی گئی تھی، پھر تم اس کے متعلق ویسے ہی رغبت رکھو گے جیسے انہوں نے اس کے متعلق رغبت رکھی، اور وہ تمہیں ہلاک کر دے گی جیسے اُس نے انہیں ہلاک کر دیا۔''

آج رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ حرف بہ حرف سچ ثابت ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: میری اُمت کے غرباء میری امت کے امراء سے 500 برس پہلے جنت میں جائیں گے۔ اس لیے کہ انہیں کم حساب دینا پڑے گا۔ مال کا ہونا آزمائش ہے مگر زیادہ ہونا زیادہ بڑی آزمائش ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: بندے کے قدم قیامت کے دن اپنی جگہ سے اُٹھ نہیں سکیں گے جب تک پانچ سوالات کے جوابات نہ دے۔ ان میں ایک سوال یہ بھی ہوگا کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ اسی مال کی وجہ سے اگر حرام میں پڑ گئے، ظلم اور تکبر کا راستہ اختیار کیا، دوسروں کے حقوق غصب کیے تو آخرت میں دائمی ناکامی ہوگی لیکن اگر جائز طریقے سے مال کمایا، اللہ اور بندوں کے حقوق ادا کیے، اللہ کی راہ میں خرچ کیا تو یہی مال آخرت کی زندگی میں زیادہ اجر کا باعث بھی بن سکتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا:

''مثال اُن کی جو اپنے مال اللہ کی راہ میں (اللہ کے دین کے لیے) خرچ کرتے ہیں ایسے ہے جیسے ایک دانہ کہ اُس سے سات بالیاں (خوشے) پیدا ہوں اور ہر بالی میں سو دانے ہوں۔'' (البقرہ:261)

یعنی دس گنا سے لے کر 700 گنا تک آخرت میں اجر ملے گا اور اللہ جس کو چاہے گا اور بڑھا چڑھا کر عطا کرے گا۔ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ہر دن اللہ کی طرف سے دو فرشتوں کا نزول ہوتا ہے، ایک کہتا ہے اے اللہ! جو تیری راہ میں دے رہا ہے، اُسے اور دے اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ جو روک رہا ہے تو اس کا رزق روک دے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: تم کھجور کا ایک دانہ دے کر بھی جہنم کی آگ سے خود کو بچا سکتے ہو تو بچا لو۔ اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے:

((کسب الحلال فریضه بعد الفرائض))

''رزق حلال کمانا فرض ہے مگر دیگر فرائض کے بعد۔''

یعنی صرف مال کمانا ہی زندگی کا مقصد نہیں ہے بلکہ پہلے دیگر دینی فرائض کو ادا کرنا ہے، اس کے بعد رزق حلال کمانے کی باری آئے گی۔ اس کے یہ معنی بھی لیے جا سکتے ہیں کہ رزق کمانے کے معاملے میں تو کمی بیشی ہوسکتی ہے مگر دیگر فرائض میں کمپرومائز یا کمی بیشی ہرگز نہیں ہوسکتی۔ لیکن آج پیسہ ہی سب کچھ سمجھ لیا گیا ہے، پیسے کی خاطر تمام دینی فرائض کو پس پشت ڈالا جا رہا ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بھی پس پشت ڈالا جا رہا ہے۔ حالانکہ اُمتی کا سب سے بڑا فریضہ صحیح معنوں میں خود اللہ کا بندہ بن کر اللہ کی بندگی کی دعوت دینا اور اقامت دین کی جدوجہد میں اپنی جان و مال کو کھپانا ہے جس کے لیے صحابہ کرام ؓ نے اپنے گھر بار چھوڑے اور اپنی زندگیاں وقف کیں اور جو اللہ کے رسول ﷺ کی 23 سال پر مشتمل سب سے بڑی سنت تھی۔

مال کے بعد اولاد بھی ایک بڑی آزمائش ہے۔ اللہ نے فرمادیا: ﴿وَابۡتَغُوۡا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمۡ ۚ﴾ (البقرۃ:187) ''اور تلاش کرو اُس کو جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ دیا ہے۔''

اولاد کا حصول نکاح کے مقاصد میں سے ایک بڑا اہم مقصد ہے تبھی تو گھر گرہستی کے معاملات آگے چلیں گے، معاشرہ پھلے پھولے گا۔ ورنہ آج یورپ پریشان ہے، برطانیہ میں بچوں اور نوجوانوں کا گروتھ ریٹ 2 فیصد سے بھی نیچے آگیا۔ وہاں کی لوکل خواتین کے ہاں بچے پیدا نہیں ہو رہے، کیونکہ ایک ٹرینڈ بن گیا کہ نکاح نہیں کرنا، ظاہر ہے پھر غیر فطری زندگی گزارنے کے نتائج معاشرے کو بھگتنے پڑتے ہیں۔ جاپان والوں کا حال دیکھ لیں، بوڑھے مر رہے ہیں، جوان موجود نہیں ہیں، کراچی

یونیورسٹی کو انہوں نے کہا ہم فنڈز دیں گے تم بچوں کو جاپانی زبان سکھاؤ، ہم ان کو لے کر جائیں گے تاکہ نوجوانوں کا تناسب بڑھا سکیں۔ فرانس والوں کو دوسری جنگ عظیم کے بعد مصیبت پڑ گئی کہ اُن کے پاس بچے ہی نہیں تھے۔ پھر حکومت نے کہا کہ بچے پیدا کرو، ریاست تمہیں سپورٹ کرے گی۔ یہ غیر فطری طرز زندگی کے تباہ کن نتائج ہیں۔ اولاد کا ہونا ضروری ہے تب ہی گھر آباد ہوں گے اور معاشرے آگے بڑھیں گے۔ اسلام اولاد میں بیٹے اور بیٹی کو یکساں اہمیت دیتا ہے۔

''وہ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے دیتا ہے۔'' (الشوریٰ:49)

اللہ تعالیٰ علیم بھی ہے، قدیر بھی۔ اُس کو پتہ ہے کس کو کیا دینا ہے، کس کو کیا نہیں دینا۔ بیٹے ہوں یا بیٹیاں دونوں صورتوں میں آزمائش بھی ہیں۔ ان کی اچھی تعلیم و تربیت کر کے انسان جنت کما سکتا ہے، بصورت دیگر یہی اولاد جہنم کا ذریعہ بھی بن سکتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: یہ اولاد بخل، کنجوسی اور بزدلی کا باعث بن جاتی ہے، آدمی کمزور پڑ جاتا ہے اور یہ جنت کے پھول بھی ہیں۔ پھر فرمایا: اب تم دیکھو، تم کیا کر رہے ہو۔ یعنی ایسا تو نہیں کہ اُن کی ہر جائز و ناجائز خواہش کو پوری کرنے کے لیے تم اللہ کے احکام کو پامال کر رہے ہو؟ اگر ایسا ہے تو پھر اس امتحان میں تم ناکام ہو۔ اولاد کی خاطر کسی شرکیہ طرزِ عمل میں پڑ جانا، یعنی اللہ کو چھوڑ کر غیروں سے اولاد مانگنا بھی تباہی اور ہلاکت ہے۔ پھر اولاد کی تربیت بھی ایک بڑا امتحان ہے۔ اولاد کی پرورش کے لیے حلال و حرام کی تمیز کھو دینا اس امتحان میں بہت بڑی ناکامی ہے۔ اولاد کو اللہ کا بندہ بنانا، رسول اللہ ﷺ کا سچا اُمتی بنانا، اللہ کے دین کے غلبے کی جدوجہد میں لگانا، ان کو جہنم کی آگ سے آزاد کرنے کی کوشش کرنا، یہ سب والدین کی ذمہ داریوں میں شامل ہے۔ اسی لیے تو قرآن فرماتا ہے:

''اے اہل ایمان! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اُس آگ سے۔'' (التحریم:6)

یہ اہم ترین بات ہے، نوٹ کر لیں۔ پورے قرآن کریم میں کہیں یہ نہیں لکھا ہوا کہ اولاد کے لیے گھر بناؤ، بھوک لگے تو کھانا کھلاؤ، سردی آجائے تو کمبل اوڑھا دو، گرمی لگے تو اے سی لگاؤ، یہ کام تو ہر کوئی کر لیتا ہے۔ چڑیا بھی بچوں کے لیے گھونسلہ بناتی ہے اور ان کو پال لیتی ہے۔ قرآن میں جو حکم دیا گیا ہے وہ سب چیزوں سے اہم ہے کہ اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ یہ سب سے بڑا امتحان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''(اے نبی ﷺ! ان سے) کہہ دیجیے کہ اگر تمہارے باپ' تمہارے بیٹے' تمہارے بھائی' تمہاری بیویاں (اور بیویوں کے لیے شوہر)' تمہارے رشتہ دار اور وہ مال جو تم نے بہت محنت سے کمائے ہیں' اور وہ تجارت جس کے مندے کا تمہیں خطرہ رہتا ہے' اور وہ مکانات جو تمہیں بہت پسند ہیں' (اگر یہ سب چیزیں) تمہیں محبوب تر ہیں اللہ' اُس کے رسول (ﷺ) اور اُس کے راستے میں جہاد سے' تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ سنا دے۔ اور اللہ ایسے فاسقوں کو راہ یاب نہیں کرتا۔'' (التوبہ:24)

اگر اولاد کی محبت نے، مال اور تجارت کی محبت نے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے روک دیا، ان کی محبت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت پر غالب آ گئی تو یہ بھی امتحان میں ناکامی ہے۔ پھر یہ ناکامی صرف اُخروی نہیں بلکہ دنیا میں بھی اللہ کے عذاب سے دوچار کر سکتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں جی میرے مرنے کے بعد میرے بچوں کا کیا ہوگا۔ حالانکہ اصل میں تو یہ سوچنا چاہیے کہ مرنے کے بعد میرا کیا ہوگا۔ لیکن بدقسمتی سے آج ہماری ترجیحات کچھ اور ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: نیک اولاد صدقہ جاریہ ہے۔ اگر حلال رزق سے پرورش کی، دینی تعلیم و تربیت دے کر سچا اُمتی بنایا تو اولاد صدقہ جاریہ بنے گی۔ مسند احمد کی روایت ہے کہ جب اولاد والدین کے لیے مغفرت کی دعا کرتی ہے تو والدین کا آخرت میں ایک درجہ بلند ہو جاتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت میں آگے فرمایا:

﴿وَاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۲۸﴾ ''اور یہ کہ اللہ ہی کے پاس ہے بڑا اجر۔''

بے شک مال اور اولاد بہت بڑی آزمائش ہیں لیکن اگر ہم اللہ کے دین کے راستے پر چل کر اس آزمائش میں کامیاب ہو گئے تو یقیناً یہ بہت بڑی کامیابی بھی ہوگی اور آخرت میں اس کا اتنا بڑا اجر ملے گا جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

''ہر انسان اپنی کمائی کے عوض رہن ہوگا۔'' (الطور:21)

آخرت میں اعمال کے اعتبار سے کوئی کم درجے پر ہوگا کوئی زیادہ اعلیٰ مقام پر ہوگا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نیک گھرانے پر خصوصی کرم کرے گا اور کم درجے والوں کو اعلیٰ درجے والوں سے ملا دے گا اور اس طرح وہ جنتی گھرانہ ایک ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُن جیسا بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

حالاتِ حاضرہ

ستائیسویں آئینی ترمیم کے لیے جوڑ توڑ اور جبر و ستم جو کچھ بھی ہو رہا ہے وہ قوم کے سامنے ہے۔ ہمارا کام یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کے مطابق اور خیر خواہی کے جذبے کے ساتھ حکمرانوں اور مقتدر حلقوں کو نصیحت کریں، انہیں نیک مشورہ دیں۔ ہمارا کہنا یہ ہے کہ ریاستیں افراد سے نہیں چلتیں، نظام سے چلتی ہیں، نظام کو مضبوط کیا جائے، نہ کہ شخصیات کے لیے، عہدوں کے لیے یا اپنے بچاؤ کے لیے آئین میں ترمیم کی جائے۔ اس ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے تو اس کو حقیقی معنوں میں اسلامی بنانے کے لیے بھی کوئی ترمیم کر دو۔ ہم نے یہ ملک اسی بنیاد پر لیا تھا۔ اگر بنیاد ہی مضبوط نہیں ہوگی تو جتنی مرضی ہے ترامیم کر لیں ملک میں استحکام نہیں آئے گا۔ آئین میں لکھا ہوا ہے کہ حاکمیت اعلیٰ صرف اللہ کی ہے اور قرآن و سنت کے خلاف کوئی قانون نہیں بنے گا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا بھی یہی مطالبہ رہا ہے کہ ان شقوں کو پورے آئین پر بالادستی حاصل ہونی چاہیے۔ حکمران بھی مسلمان ہیں، طاقتور اداروں کے لوگ بھی مسلمان ہیں، سیاسی جماعتوں کے لوگ بھی مسلمان ہیں۔ آخرت میں اللہ کو کیا جواب دو گے جب سوال ہوگا کہ باقی سب ترامیم تو تم نے کر لیں لیکن اللہ کے دین کے نفاذ کے لیے کیوں کوئی آئینی کوشش نہیں کی؟ اصل ترمیم تو یہ ہونی چاہیے کہ آئین میں جتنی خلاف شریعت شقیں ہیں انہیں نکالا جائے اور ان کی جگہ ایسی شقیں شامل کی جائیں اور عمل داری کے لیے قوانین بنائے جائیں جو قرآن و سنت کے مطابق ہوں۔ ملک میں اسلام نافذ ہوگا تو ملک میں استحکام آئے گا۔ اگر ہم سب مل کر اللہ کو راضی کرنے کی کوشش کریں، اللہ کے دین کو تھام کر سب مسلمان بھائی بھائی بن جائیں تو یہ ملک اور قوم کے لیے مفید ہوگا۔ اگر اللہ کی خوشنودی اور اللہ کا دین مقصود نہیں ہوگا تو پھر سب کے اپنے اپنے نسلی، لسانی اور صوبائی مفادات ہوں گے اور سب کے مفادات آپس میں ٹکرائیں گے۔ اس کے برعکس اگر ہم سب مل کر نظریہ پاکستان کو مضبوطی سے تھام لیں اور اس مملکت کو جس دین کے نفاذ کے حوالے سے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کر کے حاصل کیا گیا تھا اس کو ملک میں نافذ کریں ملک میں استحکام بھی آئے گا اور نسلی، لسانی، صوبائی اور علاقائی انتشار بھی ختم ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حکمرانوں اور مقتدر حلقوں کو صحیح فیصلے کرنے کی صلاحیت، سمجھ اور توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سوڈان میں ساری قتل و غارت گری اور لوٹ مار مال و دولت کی لالچ کی وجہ سے ہو رہی ہے،

جس کو دینی فرائض کا جامع تصور سمجھ میں آجائے اور اس کے باوجود وہ غلبہ دین کی جدوجہد میں حصہ نہ لے تو یہ نفاق کی واضح ترین نشانی ہے،

انسانیت کی سب سے بڑی خدمت نظامِ عدلِ اجتماعی کا قیام ہے تاکہ انسان انسانوں کی غلامی سے نکل سکیں،

جب قیامِ پاکستان کا مقصد اسلامی نظام کا قیام تھا تو پھر اس کی خارجہ پالیسی بھی اسلامی اصولوں کے مطابق ہونی چاہیے۔

خصوصی پروگرام ”امیر سے ملاقات“ میں

امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے رفقائے تنظیم و احباب کے سوالوں کے جوابات

میزبان: آصف حمید

سوال: اس سال تنظیم اسلامی، سالانہ اجتماع کے بجائے زونل اجتماعات کیوں منعقد کر رہی ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: عام طور پر تنظیم اسلامی کا سالانہ اجتماع پاکستان بھر کی سطح پر نومبر ہی کے مہینے میں مرکزی اجتماع گاہ بہاولپور میں ہوا کرتا ہے لیکن اس مرتبہ سیلابی صورت حال کی وجہ سے ہماری مرکزی اجتماع گاہ بھی متاثر ہوئی ہے کیونکہ وہاں پانی کھڑا رہا ہے اور کئی کئی فٹ تک مٹی اور ریت چھوڑ گیا ہے۔ ہم نے جائزہ لینے کے بعد طے کیا کہ انتظامی سطح پر وہاں اجتماع ممکن نہیں ہے۔ لہٰذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ زونز کی سطح پر اجتماع کا انعقاد ہوگا۔ انتظامی سطح پر ہم نے تنظیم کو چھ زونز میں تقسیم کر رکھا ہے۔ دو زون کراچی میں ہیں، ایک لاہور میں، اسی طرح اسلام آباد، ملتان اور پشاور میں ایک ایک زون ہے۔ ہر سال ہماری کوشش ہوتی ہے کہ سالانہ اجتماع میں رفقاء کے ساتھ ساتھ احباب بھی شرکت کریں جو ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو سنتے ہیں یا اُن سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن اس مرتبہ چونکہ زونل سطح پر اجتماع ہو رہا ہے، کہیں مسجد میں، کہیں اکیڈمی میں اور وہاں جگہ کی کمی اور محدود انتظامات کا مسئلہ بہرحال ہوگا جس کی وجہ سے اس مرتبہ احباب کی شرکت نہیں ہو سکے گی، تاہم احباب اور عوام کی سہولت کے لیے ہم خطابات کی ویڈیو ریکارڈنگ اپنے سوشل میڈیا پلیٹ فارمز کے ذریعے شیئر کریں گے جس سے عام لوگ بھی استفادہ کر سکیں گے۔ ایک پیغام ہم نے رفقاء تنظیم کے لیے الگ سے بھی ریکارڈ کروایا ہے جس میں سالانہ اجتماع کے مقاصد اور اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ منہج کی یاددہانی، فکر کی مضبوطی، دینی ذمہ داریوں کی یاددہانی، رفقاء سے تعارف اور اُن کے دعوتی تجربات سے سیکھنا اور استفادہ کرنا اور پھر اپنے ایمان اور فکر کی تازگی کے ذریعے دعوتی عمل کو تیز تر کرنا دینی اجتماعات کے بنیادی مقاصد ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اللہ کی راہ میں جان و مال کو خرچ کرنا، سفر اور گھر سے دوری کی تکالیف کو برداشت کرنا، ان سب چیزوں سے ثواب بھی حاصل ہوتا ہے اور تربیت بھی ہوتی ہے۔

سوال: سوڈان میں اس وقت جس ظلم اور جبر کا بازار گرم ہے، اس کے بنیادی اسباب کیا ہیں؟

امیر تنظیم اسلامی: افریقہ کے بہت سے علاقوں میں سونا، چاندی اور دیگر معدنیات موجود ہیں، طاقتور قوتیں انہیں وہاں سے طاقت کے زور پر نکال کر

مرتب: محمد رفیق چودھری

لے جاتی ہیں اور دولت کے حصول کا ذریعہ بناتی ہیں۔ یہ ساری قتل و غارت گری اور لوٹ مار اسی مال و دولت کے لالچ کی وجہ سے ہوتی ہے۔ دنیا میں جہاں بھی معدنیات زیادہ پائی جاتی ہیں، وہاں آج ایسے حالات کا سامنا ہے، پاکستان میں بھی بلوچستان اور خیبر پختونخوا کا امن بھی اسی وجہ سے داؤ پر لگا ہوا ہے۔ سوڈان کے مسلمانوں میں دینی جذبات بھی موجود ہیں اور وہ علاقہ ناجائز اسرائیل سے زیادہ دور بھی نہیں ہے۔ صہیونیوں کا گریٹر اسرائیل کا جو منصوبہ ہے اس میں دینی جذبات رکھنے والے مسلمانوں کو رکاوٹ سمجھا جاتا ہے۔ لہٰذا سوڈان میں مسلمانوں کا خون بہائے جانے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔ حدیث رسول ﷺ ہے کہ عنقریب قومیں تم پر ایسے ٹوٹ پڑیں گی جیسے کھانے پر دعوت دی جاتی ہے۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ! کیا اس وقت ہم تعداد میں کم ہوں گے۔ فرمایا: تم بہت بڑی تعداد میں ہوگے مگر اللہ تمہارے دشمنوں کے دلوں سے تمہارا رعب نکال دے گا اور تمہارے دلوں میں وہن کا مرض ڈال دے گا۔ پوچھا گیا: یارسول اللہ ﷺ! وہن کیا ہے؟ فرمایا: ((حب الدنیا و کراھیة الموت)) ”دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔“ (سنن ابی داؤد)

آج اُمت کا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے۔ یہ دنیا کی محبت اور لالچ ہی ہے جو مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمانوں کا خون بہا رہی ہے۔ اِس خونی کھیل میں دو مسلم ممالک کے حکمران بھی ملوث ہیں۔ لیکن اس ساری صورتحال کا فائدہ اُن اسلام دشمن قوتوں کو پہنچ رہا ہے جو اُمت کو تقسیم کر کے اپنے کنٹرول میں رکھنا چاہتی ہیں اور وہ نہیں چاہتیں کہ جہاں مسلمانوں میں دینی جذبات ہوں وہاں امن اور استحکام پیدا ہو۔ دشمن کی یہی پالیسی ہمیں اپنے خطہ میں بھی نظر آتی ہے جہاں ایک طرف پاک افغان کشیدگی ہے اور دوسری طرف دشمن ہمارے ایٹمی دانت توڑنے کی باتیں کر رہے ہیں۔ اللہ کے رسول ﷺ کی حدیث ہے کہ ایسا وقت آئے گا جب قاتل کو معلوم نہیں ہوگا کہ وہ کیوں قتل کر رہا ہے اور مقتول کو بھی علم نہیں ہوگا کہ اُسے کیوں قتل کیا جا رہا ہے، یہ دونوں جہنمی ہوں گے۔ بدقسمتی سے آج مسلمان بھی اس صورت حال کا شکار ہیں۔ الا ماشاء اللہ!

سوال: اس وقت مسلمانوں کا عمومی کردار کیسا ہے؟

امیر تنظیم اسلامی: سچا مسلمان تو وہ ہے جس کے دل میں ایمان ہو، آخرت کی جوابدہی کا احساس ہو، اُس کے اعمال اور کردار میں ایمان کی جھلک ہو۔ اس کے برعکس اگر زبان پر دعویٰ تو اسلام کا ہو لیکن دل میں نہ ایمان ہو اور نہ ہی کردار و اعمال میں اُس کی جھلک ہو، اسلام دشمنوں کے ساتھ تعلقات ہوں تو پھر منافقت اور کس چیز کا نام ہوگا؟ بخاری و مسلم کی ایک حدیث کے مطابق منافق کی چار نشانیاں بتائی گئی: ”جب بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے، امانت میں خیانت کرے اور جھگڑا ہو جائے تو گالم گلوچ پر اُتر آئے۔“

جس میں یہ ساری نشانیاں ہوں وہ حدیث کے مطابق پکا منافق ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ جب حقیقتِ نفاق کے موضوع پر کلام کرتے تھے تو فرماتے تھے کہ جس کو دین اور دینی فرائض کا جامع تصور سمجھ آجائے کہ دین ایک مکمل نظامِ حیات ہے اور انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ہر گوشہ پر اپنا نفاذ چاہتا ہے لیکن اس کے باوجود وہ دین کے غلبہ اور اقامت کی جدوجہد نہ کرے تو یہ نفاق کی واضح ترین نشانیوں میں سے ہے۔ آج ہمیں معلوم ہے کہ یہ ملک اسلام کے غلبے کے لیے حاصل کیا گیا تھا اور ختم نبوت کے بعد یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ اللہ کے دین کے غلبے اور نفاذ کے لیے جدوجہد کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کا حکم دے رہا ہے:

''قائم کرو دین کو۔ اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔''(الشوریٰ:13)

لیکن اس واضح حکم کے باوجود ہم دین کے قیام و نفاذ کے لیے کچھ نہیں کر رہے، اس کے برعکس ہمارے تعلقات دین دشمنوں کے ساتھ بڑھ رہے ہیں تو یہی نفاق کی وہ کیفیت ہے جس کی قرآن میں بار بار نشاندہی کی گئی ہے۔

سوال: منہج انقلاب نبوی ﷺ سے سبق ملتا ہے کہ انسانیت کی فلاح و بہبود کے کام کرنا اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔ اس وقت ملک میں دو تنظیمیں ایسی ہیں جو سیلاب اور زلزلے جیسے قدرتی آفات میں سب سے بڑھ کر متاثرین کی مدد کر رہی ہیں۔ تنظیم اسلامی ایسے فلاحی اقدامات کیوں نہیں کرتی؟ (حسن ریاض، چکلالہ، راولپنڈی)

امیر تنظیم اسلامی: اسلام خدمتِ خلق اور خدمتِ انسانیت کی تعلیم دیتا ہے۔ مغرب کے سوشل ویلفیئر کے تصور سے بہت پہلے اسلام نے انسانیت کی خدمت کی نہ صرف عظیم مثالیں قائم کیں بلکہ اعلیٰ تعلیمات بھی دی ہیں۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا، یتیموں اور مسکینوں کی مدد کرنا، مسافروں اور محتاجوں کی ضروریات کا خیال رکھنا، کمزور اور ضعیفوں کا سہارا بننا، یہ سب وہ خدمات ہیں جن کا قرآن اور حدیث میں بار بار حکم دیا گیا ہے۔ مسلم شریف میں حدیث قدسی ہے۔ اللہ فرمائے گا اے میرے بندے! میں بھوکا تھا، تو نے مجھے کھلایا نہیں، میں پیاسا تھا، تو نے مجھے پلایا نہیں، میں بیمار تھا تو نے میری عیادت نہ کی اور میں بے لباس تھا تو نے مجھے لباس نہ دیا؟ بندہ عرض کرے گا: اللہ! تو رب العالمین ہے، تجھے ان باتوں کی کیا حاجت ہے؟ اللہ فرمائے گا: میرا فلاں بندہ بھوکا تھا، پیاسا تھا، بے لباس تھا، بیمار تھا، تو نے اُسے کھلایا ہوتا پلایا ہوتا عیادت کی ہوتی لباس دیا ہوتا تو مجھے پالیتا۔ انسان تو بڑی بات، اسلام جانوروں کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کی تعلیم دیتا ہے۔ احادیث میں ذکر ہے کہ کتے کو پانی پلانے کی وجہ سے ایک شخص کی مغفرت کردی گئی اور ایک بلی کے بھوکا مر جانے کی وجہ سے ایک عورت کو جہنم کی سزا ملی۔ مغرب کا تصورِ خدمتِ خلق صرف اس مادی دنیا تک محدود ہے لیکن اسلام سب سے بڑی خدمت اس کو سمجھتا ہے کہ لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کیا جائے۔ بخاری شریف میں حدیث ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: لوگو! تمہارا حال یہ ہے کہ تم جہنم کی آگ میں گرنے کے لیے بھاگے جا رہے ہو اور میں تمہیں پکڑ پکڑ کر اس آگ سے بچانا چاہتا ہوں۔ مغرب صرف جسم اور ظاہر کو دیکھتا ہے لیکن اسلام روح اور باطن کی فلاح بھی چاہتا ہے۔ سب سے بڑھ کر روح کے بارے میں فکرمند ہونا ضروری ہے۔ قرآن میں یہ نہیں کہا گیا کہ بچوں کے لیے گھر بناؤ، گرمی لگے تو اے سی چلاؤ، بھوک لگے تو کھانا کھلاؤ کیونکہ اس دنیا میں تو ایک چڑیا بھی اپنے بچوں کو پال لیتی ہے، ان کے لیے گھونسلہ بنا لیتی ہے۔ اس لیے قرآن میں خود کی اور اپنے اہل و عیال کی آخرت کو بچانے کی فکر دلائی گئی ہے:

﴿قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾(التحریم: 6)

''بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اُس آگ سے۔''

اللہ کے رسول ﷺ غریبوں کی مدد بھی کرتے تھے، یتیموں اور مسکینوں کا خیال بھی رکھتے تھے، بوڑھی اور ضرورت مند خواتین کے گھر جا کر ان کے کام بھی کرتے تھے۔ تجارت سے جو منافع حاصل ہوتا، اُسے ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیتے تھے لیکن جب اللہ کا حکم آ گیا کہ:

﴿قُمْ فَاَنْذِرْ ﴿٢﴾ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ ﴿٣﴾﴾ (المدثر) ''آپؐ اٹھیے اور (لوگوں کو) خبردار کیجیے۔ اور اپنے رب کو بڑا کرو!''

اس کے بعد آپؐ نے تجارت بھی چھوڑ دی اور اپنا سارا وقت دین کی دعوت اور اقامتِ دین کی جدوجہد میں صرف کیا۔ انفرادی سطح پر خدمتِ خلق کے کام بھی جاری رہے لیکن سب سے بڑھ کر جو فریضہ انجام دیا وہ لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کروانا تھا۔ معلوم ہوا کہ یہ انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر اس دنیا میں عدلِ اجتماعی کا نظام قائم کرنا ہے تاکہ انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر رب کی بندگی کی طرف لایا جائے۔ جیسا کہ فرمایا:

''کسی گردن کا چھڑا دینا۔ یا کھانا کھلا دینا بھوک کے دن میں۔ اُس یتیم کو جو قرابت دار بھی ہے۔ یا اُس محتاج کو جو مٹی میں رُل رہا ہے۔''(البلد:13 تا 16)

عدل کا نظام قائم ہوگا تو لوگوں کو جینے کا حق ملے گا۔ دنیا اس کی برکات دیکھنا چاہے تو خلافت راشدہ کی تاریخ کا مطالعہ کر سکتی ہے۔ خصوصاً حضرت عمرؓ کے دور میں وہ مثالیں قائم ہوئیں جن کی مغرب بھی آج پیروی کر رہا ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ دریائے فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوک سے مر گیا تو عمر سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ایک بوڑھا یہودی بھیک مانگتا ہوا دیکھا تو آپؓ نے اُس کا وظیفہ مقرر کر دیا اور فرمایا کہ جب تم جوان تھے تو کما کر ریاست کو بھی دیتے تھے، آج تم ضعیف ہو تو ریاست کی ذمہ داری ہے کہ تمہاری کفالت کرے۔ سکینڈے نیوین ممالک میں عمر لاز کے نام سے آج بھی قوانین نافذ ہیں۔ لہٰذا خدمتِ خلق کا اصل پیکج اسلام کے پاس ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے دور میں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہیں ملتا تھا۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ایک خطاب ''خدمتِ خلق کا قرآنی تصور'' کے عنوان سے ہے جو کتابی شکل میں بھی شائع ہو چکا ہے۔ اس میں بہترین مثال انہوں نے پیش کی ہے کہ فرض کریں کسی بستی پر توپ کے گولے برسائے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے 50 لوگ مر جاتے ہیں، 50 زخمی ہو جاتے ہیں، لوگ انسانی ہمدردی کے تحت زخمیوں کو ہسپتال پہنچاتے ہیں۔ متاثرین کی مدد کرتے ہیں، کچھ عرصہ بعد پھر توپ کے گولے برسائے جاتے ہیں اور لوگ زخمیوں کو ہسپتال پہنچاتے ہیں، مردوں کو دفناتے ہیں اور متاثرین کی مدد کرتے ہیں۔ تیسری مرتبہ پھر یہی ہوتا ہے۔ پھر ایک سیانے نے مشورہ دیا کہ کیوں نہ پہاڑ پر چڑھ کر گولے برسانے والوں کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ بستی میں امن ہو۔ اصل خدمت یہ ہوگی۔ اسی طرح آج ہزاروں تنظیمیں ہیں، این جی اوز ہیں جو فلاحی کام کر رہی ہیں، لیکن عدل کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو انصاف نہیں مل رہا، دولت کی غیر منصفانہ تقسیم ہے، ظلم و جبر کا راج ہے۔ جب تک اس نظام کو تبدیل نہیں کیا جائے گا لوگوں کو جینے کا حق نہیں ملے گا۔ لہٰذا انسانیت کی سب سے بڑی خدمت باطل نظام کا خاتمہ کرنا ہے۔ تنظیم اسلامی کے پلیٹ فارم سے ہمیں جب موقع ملتا ہے حسبِ توفیق خدمتِ خلق کے کام بھی کرتے ہیں، زلزلہ اور سیلاب متاثرین کے لیے، غزہ کے مسلمانوں کے لیے اور اکثر قدرتی آفات کے مواقع پر اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن نظامِ عدل کے لیے جدوجہد کرنا تنظیم اسلامی کا اولین ہدف ہے اور یہی منہج انقلاب نبوی ﷺ سے ہمیں درس ملتا ہے کہ انفرادی سطح پر خدمتِ خلق کے کام کیے جائیں لیکن اجتماعی سطح پر نظامِ عدل کے قیام کے لیے جدوجہد کی جائے تاکہ عادلانہ نظام قائم ہو۔

میزبان: ایک دفعہ مسلم سینٹر آف نیویارک میں ایک فنڈ ریزنگ ڈنر تھا جس میں محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کو بھی خطاب

کے لیے بلایا گیا تھا، عبدالستار ایدھی مرحوم بھی وہاں موجود تھے، امام کعبہ بھی موجود تھے۔ عبدالستار ایدھی نے اپنی تقریر میں کہا کہ سب سے بڑا کام خدمت خلق ہے اور میں نے تو ضیاء الحق سے بھی کہا تھا کہ یہ حج وغیرہ بند کرو اور سارے پیسے خدمت خلق کے لیے دو۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ میں تو قرآن بھی صحیح طور پر پڑھنا نہیں جانتا، لوگ پتا نہیں کیوں مجھے مولانا کہتے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی جب خطاب کی باری آئی تو اُنہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر انسانیت کی خدمت کون کرسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگو! تم بھاگ بھاگ کر جہنم کی طرف جا رہے ہو اور میں تمہیں پکڑ پکڑ کر جہنم کی آگ سے بچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ لہٰذا سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے کہ سب سے بڑی خدمت دین کو قائم کرنے کی جدوجہد کرنا ہے۔

امیر تنظیم اسلامی: کراچی کی سڑکوں پر عبدالستار ایدھی کی تصاویر لگا کر اُن کے ذریعے ایک سلوگن پیش کیا گیا کہ میرا مذہب انسانیت ہے۔ خدا کے بندو! کیا اسلام انسانیت کی فلاح نہیں سکھاتا؟ اس طرح کے سلوگن دے کر لوگوں کے ذہنوں میں مذہب بیزاری کے بیج بوئے جاتے ہیں کہ حج پر پیسہ خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے، وہی پیسہ خدمت خلق پر لگاؤ، قربانی کے جانور خریدنے کی بجائے غریبوں کی مدد کرو وغیرہ۔ مولانا مودودیؒ نے کہا کہ اس طرح تو پھر کل تم کہو گے کہ روزہ بھی نہ رکھو، نماز بھی نہ پڑھو۔ گویا تم دین کو ختم کرنا چاہتے ہو۔ تم یہ کیوں نہیں کہتے کہ جوا اور سود ختم کردو، ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری اور حرام خوری بند کرو۔ شادی بیاہ پر کروڑوں کی فضول خرچیوں پر پابندی لگاؤ۔ دینی فرائض ہی کیوں تمہارا ٹارگٹ ہیں، بڑے بڑے گناہوں اور ظلم و ناانصافی کے کاموں کے خلاف کیوں نہیں بولتے؟

سوال: تنظیم اسلامی نظام خلافت راشدہ کی داعی ہے۔ کیا وجہ ہے کہ تنظیم کے اندر خلافت قائم نہیں؟ (نوید صابر، جہلم)

امیر تنظیم اسلامی: شاہ ولی اللہؒ اور دیگر اسلاف نے خلافت کی جو شرعی تعریف بیان کی ہے اس کے مطابق خلیفہ زمین پر اللہ کا نمائندہ ہوتا ہے، یعنی زمین پر اللہ کے دین کو قائم کرنا اُس کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ یہ ذمہ داری پہلے انبیاء کے پاس ہوا کرتی تھی لیکن ختم نبوت کے بعد یہ ذِمّہ داری اُمت کے کندھوں پر آ گئی ہے۔ جیسے ختم نبوت کے بعد شہادت علی الناس کی ذِمّہ داری، دعوت دین کی ذمہ داری اُمت کے کاندھوں پر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’اللہ کا وعدہ ہے تم میں سے اُن لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں‘ کہ وہ ضرور انہیں زمین میں خلافت (غلبہ) عطا کرے گا‘ جیسے اُس نے اُن سے پہلے والوں کو خلافت عطا کی تھی۔‘‘ (النور:55)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ فرماتے تھے کہ خلافت کی ذمہ داری اجتماعی طور پر اُمت کے کندھوں پر ہے۔ یعنی دین کے قیام اور نفاذ کے لیے اجتماعی جدوجہد کرنا اُمت کا فریضہ ہے، اس اجتماعیت کا ایک امام یعنی خلیفہ ہوگا۔ اس اجتماعیت میں شامل ہر مسلمان اس بات کا ذِمّہ دار ہے کہ وہ اللہ کے دین کی نمائندگی کرے، اس کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرے۔ سب سے پہلے اپنی ذات پر اسلام کو نافذ کرنا ہے، اس کے بعد اپنے گھر والوں پر، پھر جہاں بھی

مغرب کا تصورِ خدمتِ خلق صرف دنیا تک محدود ہے لیکن اسلام سب سے بڑی خدمت اس کو سمجھتا ہے کہ لوگوں کو جہنم کی آگ سے آزاد کروایا جائے۔

میرا اختیار ہے وہاں اسلام کے نفاذ کی جدوجہد کروں گا۔ اس دائرہ کو آگے بڑھاتے جائیں تو جن کے پاس قوت، اختیار اور اقتدار ہے ان پر سب سے زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

’’وہ لوگ کہ اگر انہیں ہم زمین میں تمکّن عطا کردیں تو‘ وہ نماز قائم کریں گے‘ اور زکوٰۃ ادا کریں گے‘ اور وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے۔‘‘ (الحج:41)

حکمرانوں کا نماز قائم کرنا عام آدمی کی نماز جیسا نہیں ہوگا، اس سے مراد نماز کا پورا نظام قائم کرنا ہے۔ اس میں مساجد کا انتظام، ائمہ کا تقرر، اُن کے وظیفے وغیرہ ہر چیز شامل ہوگی۔ اس طرح زکوٰۃ و عشر کا بھی ایک نظام ہوگا، صاحب نصاب لوگوں سے زکوٰۃ لے کر مستحق لوگوں تک پہنچانا حکومت کی ذِمّہ داری ہوگی۔ اسی طرح نہی عن المنکر و امر بالمعروف کا پورا نظام قائم کرنا حکمرانوں کی ذمہ داری ہوگی۔ وہ فرائض اور واجبات پر عمل درآمد کرائیں گے اور بدی کو روکیں گے۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ وہ تمام امور جن کو انجام دینے کی ذِمّہ داری رسول اللہ ﷺ پر تھی اب اُن کی نیابت کرتے ہوئے ان تمام امور کو انجام دینا ہی خلافت ہے اور اس کی ذمہ داری اُمت کے کندھوں پر ہے۔ حضور ﷺ نے عبادات بھی سکھائیں، معاملات بھی سکھائے، اخلاقیات بھی سکھائیں اور اقامت دین کی جدوجہد میں قربانیاں بھی پیش کیں۔ یہ سارے کام کرنا اُمت پر بھی لازم ہیں۔ تنظیم اسلامی کا بنیادی مقصد منہج انقلاب نبوی ﷺ کے مطابق اقامت دین کی جدوجہد کرنا ہے۔ یہ بیعت کے منصوص، مسنون، ماثور اور معروف طریقے پر قائم اجتماعیت ہے، جس طرح خود حضور ﷺ نے بیعت لی، خلفائے راشدین نے بیعت لی اور اس کے بعد جب کوئی بھی دینی اجتماعیت قائم ہوئی تو اکثر نے بیعت کی بنیاد پر ہی تحریک کھڑی کی۔ ماضی قریب میں ہندوستان میں تحریک شہیدین بھی اس کی ایک مثال ہے۔ تنظیم اسلامی میں اسی طرح شوریٰ کا نظام ہے جس طرح اسلاف میں تھا۔ تمام فیصلے قرآن وسنت کی روشنی میں اور مشاورت سے ہوتے ہیں۔ آج تک کسی امیر تنظیم نے خلاف شریعت معاملے کا حکم نہیں دیا، الحمدللہ۔ یہ طے ہے کہ جو بھی کوئی خلاف شریعت حکم دے گا تو اُسے نہیں مانا جائے گا۔ اگر تنظیم کے اندر یا رفقاء میں کوئی خلاف شریعت چیز ہو تو اس کی جو بھی نشاندہی کرے گا تو ہم کھلے دل سے قبول کریں گے اور شکریہ بھی ادا کریں گے کہ اصلاح کا موقع فراہم کیا۔ خلافت کو سمجھنے کے لیے ایک اور اصول سورۃ الحجرات کی پہلی آیت میں فرمایا:

﴿لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ ’’مت آگے بڑھو اللہ اور اُس کے رسول (ﷺ) سے۔‘‘

اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو حدود مقرر کردی ہیں ان کے اندر رہتے ہوئے ہم نے اپنی ذات، گھر بار اور اپنے معاشرے پر دین کو غالب کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ یہی خلافت اور نمائندگی کا تقاضا ہے، اس میں اگر تنظیم یا اس کے رفقاء کسی غلطی پر ہیں تو اس کی نشاندہی کریں، ہم اصلاح کے لیے شکرگزار ہوں گے ان شاء اللہ!

سوال: پاکستان کی خارجہ پالیسی میں اسلامی نظریات اور فلسطینی مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لیے کیا تبدیلیاں ضروری ہیں؟ یعنی اگر اللہ کی نصرت سے کوئی دارالاسلام قائم ہو جاتا ہے تو ایسی اسلامی مملکت کی خارجہ پالیسی کے اصول کیا ہونے چاہئیں؟

امیر تنظیم اسلامی: دارالاسلام، دارالکفر اور دارالمسلمین کے درمیان فرق کو اگر ہم سمجھ لیں تو جواب آسان ہو جائے گا۔ دارالکفر تو وہ ہے جہاں کفار رہتے ہیں یا کفر کا نظام چل رہا ہو۔ اسی طرح جہاں مسلمان رہتے ہیں لیکن اسلام کا نظام نافذ نہیں ہے تو وہ دارالمسلمین کہلائے گا۔ دارالاسلام وہ ہوگا جہاں اسلام کا نظام چل رہا ہو۔ پھر دارالاسلام کی سرحد نہیں ہوا کرتی کیونکہ اللہ کے پیغمبر کا مشن تو عالمگیر ہے اور اللہ کے پیغمبر ﷺ کی دعوت قیامت تک کے لیے ہے۔ لہٰذا کسی ایک خطہ میں اسلام قائم اور نافذ ہو جائے تو دین کا تقاضا یہ ہوگا کہ اس دائرہ کو تمام انسانیت تک پھیلایا جائے تاکہ تمام انسان اللہ کے نظام عدلِ اجتماعی کی برکات سے مستفید ہوسکیں۔ خلافت

کے قیام کے لیے جدوجہد کی ذِمہ داری مسلمانوں پر ہے۔ مسلمان اللہ کے رسول ﷺ کے نمائندے ہیں اور ان کا فریضہ ہے کہ تمام دنیا میں اسلام کا پیغام پہنچائیں۔ یہ بھی دارالسلام کی خارجہ پالیسی میں شامل ہونا چاہیے۔ پاکستان کا معاملہ یہ ہے کہ

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

پاکستان دارالمسلمین میں بھی خاص جگہ رکھتا ہے کیونکہ جدید دنیا میں یہ واحد ملک ہے جس کو ہم نے دارالاسلام بنانے کے لیے حاصل کیا تھا۔ اس کا نام بھی اسلامیہ جمہوریہ پاکستان ہے۔ ہمارے باپ دادا نے پاکستان کی طرف ہجرت اس لیے کی تھی تاکہ یہاں اسلام کا نظام قائم کیا جاسکے ورنہ انڈسٹری، فلمیں، گانے، سود کا دھندہ، بے حیائی کا طوفان تو بھارت میں بھی تھا۔ جب قیامِ پاکستان کا مقصد اسلامی نظام کا نفاذ تھا تو پھر اس کی خارجی پالیسی بھی اسلامی اصولوں کے مطابق ہونی چاہیے۔ ہاں ساری دنیا سے ہمارا رابطہ رہے گا۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اے لوگو! ہم نے تمہیں پیدا کیا ہے ایک مرد اور ایک عورت سے اور ہم نے تمہیں مختلف قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کر دیا ہے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو'' (الحجرات: 13)

ہم سب کا خالق و مالک ایک ہے۔ ہم سب کے اولین والدین بھی ایک ہیں۔ اس لحاظ سے پوری دنیا کے انسان ایک عالم گیر برادری ہیں۔ اس سطح پر سب سے رابطہ تو رہے گا مگر خارجہ پالیسی قرآن وسنت کی روشنی میں ترتیب دی جائے گی کیونکہ سب کافر بھی برابر نہیں ہوتے۔ جیسا کہ سورۃ الممتحنہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو کافر مسلمانوں سے جنگ کرتے ہیں، ان کو ان کے گھروں سے نکالتے ہیں یا ان کے دشمنوں کا ساتھ دیتے ہیں ان کے ساتھ حسن سلوک والا معاملہ نہیں ہوگا بلکہ ان کو اپنا دشمن سمجھا جائے گا۔ البتہ کفار میں سے جو لوگ مسلمانوں سے جنگ نہیں کرتے، ان کو کسی قسم کی اذیت نہیں پہنچاتے، اُن کے ساتھ حسن سلوک والا معاملہ کیا جائے گا۔ مسلمانوں کا دلی تعلق مسلمانوں کے ساتھ ہی ہوگا۔

قرآن ایک اور اصول بھی دیتا ہے۔ مثلاً:

﴿تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ﴾ (آل عمران: 64) ''آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمہارے درمیان بالکل برابر ہے، کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں''

اہلِ کتاب بھی اللہ کو مانتے ہیں، مشترکات میں ہم ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کر سکتے ہیں۔ اسی طرح قرآن یہ اصول بھی دیتا ہے:

﴿اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: 10)

''یقیناً تمام اہل ایمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔''

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ اُمت ایک جسدِ واحد کی مانند ہے، جسم کے ایک حصہ میں اگر تکلیف ہو تو پورا جسم درد محسوس کرتا ہے۔ غزہ کے معاملے میں اُمت خصوصاً حکمرانوں اور مقتدر طبقات کو جو درد محسوس کرنا چاہیے تھا وہ نہیں کیا گیا۔ OIC کے چارٹر میں یہ لکھا ہوا ہے کہ مسجد اقصیٰ کی حفاظت کے لیے اور فلسطینی مسلمانوں کی آزادی کے لیے ہر رکن ملک پر فلسطینیوں کی اخلاقی، مالی اور عسکری مدد کرنا لازم ہے۔ سورۃ النساء کی آیت 75 بھی پالیسی کا رُخ متعین کرتی ہے:

﴿وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ﴾ (النساء: 75) ''اور تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم قتال نہیں کرتے اللہ کی راہ میں''

یہ سب چیزیں ایک اسلامی ملک کی خارجہ پالیسی میں شامل ہونی چاہئیں۔

سوال: بہت سے بزرگ شہریوں نے نیشنل سیونگ میں اپنی زندگی بھر کی جمع پونجی انوسٹ کر رکھی ہے۔ اگر یہ انویسٹمنٹ ربا کے زمرے میں آتی ہے تو ان کے پاس جائز اور حلال آپشن کیا ہے جو محفوظ بھی ہو اور آمدن کا ذریعہ بھی ہو۔ (انجینئر عمر سعید ملک، راولپنڈی)

امیر تنظیم اسلامی: سب سے پہلے تو یہ یقین ہونا چاہیے کہ تمام مخلوقات کے رزق کی ذِمہ داری اللہ نے لے رکھی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا﴾ (ھود: 6) ''اور نہیں ہے کوئی بھی چلنے پھرنے والا (جاندار) زمین پر، مگر اس کا رزق اللہ کے ذِمہ ہے''

معروف حدیث ہے کہ بچہ ماں کے بطن میں 4 ماہ کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو بھیج کر اس میں روح ڈالتا ہے، اسی وقت اُس کا رزق بھی طے ہو جاتا ہے۔ انسان کو ملے گا اُتنا ہی جتنا اس کے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے۔ اب یہ بندے کا امتحان ہے کہ وہ اُسے حلال ذرائع سے کماتا ہے یا حرام کے ذریعے۔ اگلی بات یہ ہے کہ مغربی تہذیب نے ہماری سوچ کو بدل دیا ہے، مادہ پرستی عام ہے اور کچھ دینی تربیت کی کمی کی وجہ سے آج اولاد بوڑھے والدین کو بوجھ سمجھنے لگی ہے۔ حالانکہ ان کی کفالت کی ذِمہ داری اولاد پر عائد ہوتی ہے۔ اولاد کی کمائی میں والدین کا بھی حق ہوتا ہے۔ اللہ فرماتا ہے:

((هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ))

''تمہیں رزق تمہارے کمزوروں کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔''

جب دینی تربیت کا یہ پہلو ہم نظرانداز کرتے ہیں تو پھر اس طرح کے مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ بوڑھے اور بزرگ شہری جو ساری زندگی اولاد کو کما کر کھلاتے ہیں، اب اپنی پنشن کو کہیں نہ کہیں انوسٹ کر کے بڑھاپے میں سہارا تلاش کرتے ہیں۔ جتنے بھی سیونگ اکاؤنٹس ہیں ان کے بارے میں علماء کا اتفاق ہے کہ یہ ربا کے زمرے میں آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ربا کو حرام اور تجارت کو حلال قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا﴾ (البقرہ: 275) ''حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال قرار دیا ہے اور ربا کو حرام ٹھہرایا ہے۔''

اب آپشن یہ بچتا ہے کہ کوئی ایسا ادارہ ہو جو نفع اور نقصان کی بنیاد پر انوسٹمنٹ کا موقع فراہم کرتا ہو اور اس میں سودی لین دین نہ ہو تو وہاں انوسٹمنٹ کی جاسکتی ہے۔ البتہ یہ دور اخلاقی اعتبار سے تباہی کے دہانے پر کھڑا ہے، دیانت کے اعتبار سے خون سفید ہو چکا ہے۔ کسی پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا ورنہ کیٹل فارمنگ میں بھی انوسٹمنٹ کی جاسکتی ہے، اسی طرح اور بہت سے شعبے ہیں جہاں مضاربت کے اصولوں کے مطابق شراکت کی جاسکتی ہے۔ اگر کوئی بوڑھا یا بوڑھی ایسی ہے جس کی کفالت کرنے والا کوئی بھی نہیں اور جان کے لالے پڑے ہوئے ہیں تو شریعت جان بچانے کے لیے بقدرِ ضرورت حرام سے بھی استفادہ کی اجازت دیتی ہے مگر عیاشیوں کے لیے حرام کی قطعاً اجازت نہیں دیتی۔ اصل میں ایسے لوگوں کی کفالت کی ذمہ داری ریاست پر عائد ہوتی ہے جن کا کوئی کمانے والا نہ ہو اور نہ وہ خود کما سکتے ہوں۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے بوڑھے یہودی کو کہا تھا کہ تم گھر بیٹھو، ریاست تمہاری کفالت کرے گی۔ بہرحال انوسٹمنٹ کے لیے کوشش یہ کریں کہ نفع ونقصان کی بنیاد پر کام کرنے والے کسی ادارے میں ہو۔

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر شیخ فیملی کو اپنے بیٹے، عمر 24 سال، تعلیم اے لیول، قد "5'.9، اپنا کاروبار، کے لیے دینی مزاج کی حامل، پڑھی لکھی لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ (لڑکی کی عمر 23 سال سے کم ہو)

برائے رابطہ: 0300-8830437

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

حقیقتِ توکّل

مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت تنظیم اسلامی

انسان کا اپنی آرزو، خواہش یا ضروریات کے لیے جائز وسائل کو اختیار کرنا، اللہ سے دعا کرنا، اور یہ یقین رکھنا کہ وسائل تو میں نے مسنون درجہ میں اختیار کیے ہیں، لیکن میری خواہشات اور ضروریات پوری کرنے والی تو صرف اللہ کی ذات ہے، وہ چاہے گا تو میرا یہ کام ہو جائے گا، وگرنہ نہیں۔ اسی طرح کوئی بیماری یا مشکل ہو تو اُسے دور کرنے کے لیے دوا استعمال کرنا اور مشکل کے حل کے لیے جائز ذرائع اختیار کرنا، اس یقین کے ساتھ کہ شفا دینے والا اور مشکل سے نجات دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اسے توکل کہتے ہیں۔

یہ رویہ توکل کے خلاف ہے کہ انسان خود تو کچھ نہ کرے اور اللہ پر بھروسا کرنے کا دعویٰ کرے۔ یہ رویہ اس لیے بھی درست نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل وشعور سے نوازا ہے، اور اگر انسان اپنی اس ودیعت شدہ صلاحیت سے کام نہ لے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کی ناشکری کر رہا ہے۔ چرند و پرند کے لیے اللہ تعالیٰ نے خود اُن کے حسب حال روزی کا بندوبست کر رکھا ہے، تاہم وہ بھی اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق رزق حاصل کرنے کے لیے محنت کرتے ہیں۔

قرآن مجید میں بار بار اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ سورۃ آلِ عمران آیت 122، سورۃ المائدہ آیت 61، سورۃ التوبہ آیت 51، سورۃ التغابن آیت 13، اور سورۃ المجادلہ آیت 10 میں یہ الفاظ تکرار کے ساتھ وارد ہوئے ہیں:

﴿وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾

(آلِ عمران)

’’اور اہلِ ایمان کو اللہ ہی پر بھروسا کرنا چاہیے۔‘‘

انسان کو چاہیے کہ سوچ سمجھ کر اپنے کام کے لیے جائز راستہ اختیار کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور اُس پر ہی بھروسا کر کے اُس کام کو سرانجام دے۔ اپنی فکر وفہم اور غور وفکر کے مطابق جائز اسباب اختیار کرنا بھی ضروری ہے، لیکن ان ظاہری اسباب ہی کو فیصلہ کُن سمجھنا توکل کے خلاف ہے۔

مریض اگر ڈاکٹر کے پاس جا رہا ہے تو وہ جائز اسباب اپنا رہا ہے۔ اُسے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ اسی ڈاکٹر کے ہاتھ میں شفا ہے، بلکہ وہ سمجھتا ہے کہ اسباب میں تاثیر اللہ تعالیٰ ہی ڈالتا ہے۔ ایک شخص کو اگر اگلے دن صبح سفر پر جانا ہے، تمام اسباب کا اُس نے انتظام کر رکھا ہے، اب اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا تو اس کے فراہم کردہ اسباب اس کے کام آئیں گے، وگرنہ نہیں۔ اِنْ شَاءَ اللّٰہ کا مطلب بھی یہی ہے کہ اسباب تو تمام مہیا ہیں، مگر اللہ کو منظور ہو تو یہ اسباب نتیجہ خیز ہوں گے، ورنہ نہیں۔

البتہ چونکہ اللہ تعالیٰ اسباب کا محتاج نہیں، اس لیے کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بغیر اسباب کے بھی اللہ تعالیٰ کسی شخص کی حاجت یا چاہت پوری کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو مُسَبِّبُ الْاَسْبَاب ہے، اس کی مرضی ہو تو وہ خود کسی کے لیے اسباب بھی پیدا کر دیتا ہے جن کو اختیار کر کے بندہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

الغرض ترکِ اسباب نہ توکل کی حقیقت میں شامل ہے، نہ اس کے لیے شرط ہے۔ چونکہ ظاہری اسباب نظر آتے ہیں، لہٰذا بندہ اکثر دھوکہ کھا جاتا ہے اور اُن پر اعتماد کر لیتا ہے۔ ان اسباب کا کامیاب ہونا یا ناکام ہو جانا اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے۔ انسان اگر پورے یقین کے ساتھ اللہ پر توکل کرے تو اللہ تعالیٰ اُس کے لیے کافی ہو جاتا ہے، جیسا کہ سورۃ الطلاق آیت 3 میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾

’’اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔‘‘

اسی طرح سورۃ الزمر آیت نمبر 38 میں نبی اکرم ﷺ کو خطاب کر کے فرمایا:

﴿قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ۭ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ﴾

’’کہہ دو! میرے لیے اللہ ہی کافی ہے، اسی پر بھروسا کرنے والے بھروسا کرتے ہیں۔‘‘

توکل یہ ہے کہ انسان اپنی سی کوشش اور جدوجہد کر کے اپنا معاملہ اللہ پر چھوڑ دے۔ یہی اسلام کی تعلیم ہے، اور یہی حق ہے۔ نفع نقصان کسی کے ہاتھ میں نہیں، اسی لیے بس اللہ تعالیٰ کے سامنے ہاتھ پھیلانا ہی حق ہے، اور اپنا معاملہ اُس کے سپرد کرنا ہی کافی ہے۔

پرندے اللہ پر بھروسا کر کے صبح اپنے آشیانوں سے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

’’اگر تم اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرو جیسا کہ توکل کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق دے گا، جیسا کہ پرندوں کو رزق دیتا ہے۔ وہ صبح کو بھوکے نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے اپنے گھونسلوں میں آجاتے ہیں۔‘‘ (ترمذی عن عمر بن الخطاب)

چونکہ اُن کو روزی کمانے کے لیے عقل وشعور اور مناسب اسباب نہیں دیئے گئے، اس لیے ان کا اللہ پر یہ توکل درست ہے، مگر انسان کے لیے لازم ہے کہ وہ اپنا معاملہ حل کرنے کے لیے پوری جدوجہد کرے اور بھروسا اللہ ہی پر رکھے۔ البتہ جدوجہد کرنا ایسا ہو کہ اس میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ کے کارساز ہونے کا یقین ہی اصل ایمان ہے۔ تمام انبیاء کرام ؊ نے یہی تعلیم دی اور اسی پر عمل کیا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا فیصلہ کیا گیا تو وہ آگ کا الاؤ دیکھ کر بالکل خوف زدہ نہیں ہوئے، بلکہ اس یقین کے ساتھ آگ میں کود گئے کہ بھروسا تو اللہ کی ذات پر ہے، اس کی منشاء کے بغیر آگ بھی نہیں جلا سکے گی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آگ کو حکم دیا:

﴿يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ﴾

(الانبیاء) ’’اے آگ! ابراہیم پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جا۔‘‘

چنانچہ آپ علیہ السلام اس آگ سے سلامتی کے ساتھ باہر نکل آئے۔

آج بھی ہو جو براہیمؑ کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام معاملات میں صحیح معنوں میں اللہ کی ذات پر توکل اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین!

❁❁❁

زندگی کی 24 مشکلات کا نبویؐ حل

انتخاب: رمیصاء خان

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی حضور نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی میں آپ سے دنیا و آخرت کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جو چاہو پوچھو!

☆ اُس نے کہا: اے اللہ کے نبی ﷺ میں چاہتا ہوں کہ سب سے بڑا عالم بن جاؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ڈر تو بڑا عالم بن جائے گا۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ سب سے مالدار بن جاؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: قناعت اختیار کر! تو سب سے بڑا مالدار بن جائے گا۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ سب سے اچھا انسان بن جاؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا انسان وہ ہے جو لوگوں کو نفع پہنچائے تو لوگوں کو نفع پہنچا، اچھا آدمی بن جائے گا۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ سب سے زیادہ عدل کرنے والا بن جاؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: جو اپنے لیے پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لیے پسند کیا کرو تم بڑے عدل والے بن جاؤ گے۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ کا خاص بندہ بن جاؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ذکر کثرت سے کیا کر! تو اللہ کا خاص بندہ بن جائے گا۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ بہت نیک بن جاؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی عبادت یوں کیا کر کہ تو اُسے دیکھ رہا ہے اگر ایسا نہ ہو سکے تو کم از کم یوں عبادت کر کہ اللہ تعالیٰ تجھے دیکھ رہا ہے۔ بڑا عبادت گزار بن جائے گا۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میرا ایمان کامل ہو جائے۔

آپ ﷺ نے فرمایا: اپنے اخلاق اچھے کر لو تمہارا ایمان کامل ہو جائے گا۔

☆ اُس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ فرمانبردار بن جاؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: فرائض باقاعدگی سے ادا کرتے رہو فرماں بردار بن جاؤ گے۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ روزِ قیامت گناہوں سے پاک اٹھایا جاؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: غسلِ جنابت خوب اچھی طرح اور جلدی کیا کرو، روزِ قیامت بغیر گناہ کے اُٹھائے جاؤ گے۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ روزِ قیامت نور ہی نور میں اُٹھایا جاؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: کسی پر ظلم نہ کرو اور روزِ قیامت نور میں اُٹھائے جاؤ گے۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میرا رب مجھ پر رحم کرے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنی جان پر اور مخلوق خدا پر رحم کر اللہ تجھ پر رحم کرے گا۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میرے گناہ کم ہو جائیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: استغفار کیا کر تیرے گناہ جھڑ جائیں گے۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ لوگوں میں بڑا عزت والا بن جاؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کا شکوہ مخلوق کے آگے نہ کیا کر تو بڑا عزت والا بن جائے گا۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ میرا رزق بڑھا دیا جائے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ پاک (باوضو) رہا کر، تیرا رزق بڑھا دیا جائے گا۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کا پسندیدہ بن جاؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اُس چیز کو پسند کر جسے اللہ، رسول ﷺ پسند کرتے ہوں اور اُس چیز کو ناپسند جان جس کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ ناپسند بتائیں۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے بچ جاؤں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: کسی پر غصہ نہ کیا کر، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اُس کے غصے سے بچ جائے گا۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ مستجاب الدعوات بن جاؤں، میری دعائیں قبول ہونے لگیں؟

آپ ﷺ نے فرمایا: حرام کھانے سے بچتا رہ تیری دعائیں قبول ہوں گی۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے روزِ قیامت سب بندوں کے سامنے رسوا نہ کرے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی شرم گاہ کی حفاظت کر، اللہ تعالیٰ تجھے بندوں کے سامنے رسوا نہیں کرے گا۔

☆ اُس نے کہا: میں چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے عیب چھپالے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: تو اپنے بھائیوں کے عیب چھپا لے، اللہ تعالیٰ تیرے عیوب لوگوں سے چھپائے گا۔

☆ اُس نے کہا: اللہ تعالیٰ کن چیزوں کے ساتھ بندوں کی خطاؤں کو مٹا دیتا ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: نادم ہو کر رونے، دھونے اور بیماریوں کے ساتھ۔

☆ اُس نے کہا: کون سی نیکی اللہ تعالیٰ کے ہاں افضل ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: اچھے اخلاق، عاجزی، مصائب پر صبر اور اللہ کے فیصلوں پر راضی رہنا۔

☆ اُس نے کہا: کون سی برائی اللہ کے ہاں سب سے بڑھ کر ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: برے اخلاق اور بخل

☆ اُس نے کہا: کیا چیز رحمٰن کے غضب کو ٹھنڈا کر دیتی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: چپکے چپکے صدقہ کرنا، صلہ رحمی کرنا۔

☆ اس نے کہا: کیا چیز نارِ جہنم کو بجھا دیتی ہے؟

آپ ﷺ نے فرمایا: روزہ۔

(کنزالعمال جلد 16، حدیث نمبر 44154)

نظامِ باطل کے خلاف جدوجہد: نبویؐ منہج کی ضرورت

نبی محسن

موجودہ دور میں جب ایک طرف ظلم و جبر کے سائے گہرے ہیں اور دوسری طرف عوام شدید اضطراب میں مبتلا ہیں، ایسے میں راقم جیسے لوگ، جو براہِ راست بحران زدہ علاقوں میں رہتے ہیں، حالات کو قریب سے دیکھتے اور محسوس کرتے ہیں۔ ابتدا میں گھر، اہلِ خانہ اور بچوں کی سلامتی کا بارِ گراں دل پر سوار رہا، مگر رفتہ رفتہ بارود اور گولیوں کی آوازیں معمول بن گئیں۔ اب ہر نتیجہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے سپرد ہے۔ راقم پیشے کے اعتبار سے مدرس ہے۔ یہ ذمہ داری اور اقامتِ دین کا شعور ہر لمحہ دل میں تازہ رہتا ہے۔ ان مشکل دنوں میں استادِ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی بعض ضخیم کتب کا مطالعہ اور بچوں کو خصوصی وقت دینا معمول کا حصہ رہا۔ اس کے نتیجے میں جہاں فکری تربیت میں وسعت آئی وہاں گھریلو ماحول بھی مثبت طور پر متاثر ہوا۔ پورے ملاکنڈ ڈویژن پر نظر ڈالی جائے تو یہ خطہ دینی رجحانات کے اعتبار سے زرخیز ہے۔ یہاں کے لوگ ایثار و قربانی میں مثال رکھتے ہیں۔ عبادت اور جہاد کا شوق بھی دیدنی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیشتر دینی تحریکوں کو کارکنان کی کثیر تعداد اسی علاقے سے میسر آتی ہے۔ تاہم، ایک بڑی کمزوری یہ ہے کہ یہاں کے لوگ انتہائی سادہ لوح ہیں اور انقلاب برپا کرنے کے لیے کسی منظم طریقۂ کار سے محروم ہیں۔ یہ امر بھی باعثِ افسوس ہے کہ ایک ایسی ریاست جہاں 97 فیصد آبادی مسلمان ہے، وہاں چند افراد بندوق کے زور پر نظام نافذ کرنے کی کوشش کریں۔ یہ دانشمندی نہیں بلکہ حماقت ہے۔ آج کے دور کا اصل ہتھیار گولی نہیں بلکہ پُرامن، منظم اور غیر مسلح تحریک ہے۔ اس ملک میں جاگیردارانہ و سرمایہ دارانہ نظام اور فرقہ واریت کی جڑیں اتنی گہری ہیں کہ یہاں نہ عسکری راستہ کامیاب ہوسکتا ہے اور نہ ہی محض انتخابی عمل۔ تبدیلی صرف اور صرف ایک پُرامن عوامی تحریک سے ہی ممکن ہے۔ بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے اپنی پوری زندگی اسی منہاج کو واضح کرنے اور سمجھانے میں صرف کی۔ آج اُن کے شاگرد اسی مشن کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ وقت کی ضرورت یہی ہے کہ ہم اسی راستے کو اپنائیں اور عوام کو اصل نہجِ انقلاب سے آگاہ کریں۔ افسوس کہ موجودہ دور میں بیشتر دینی جماعتوں کے پاس منزلِ آخر کے لیے کوئی واضح لائحہ عمل نہیں۔ کوئی محض درسِ قرآن تک محدود ہے، کوئی انتخابی عمل پر انحصار کرتا ہے اور کوئی اسلحے کے زور پر اسلامی نظام کا خواہاں ہے۔ نتیجہ وہی ہے جو آج باجوڑ، دیر اور ملاکنڈ میں ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔ پُرامن بستیاں مصائب کا گڑھ بن چکی ہیں، آبادی ویران ہوگئی ہے، لوگ در بدر بھٹک رہے ہیں اور قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں۔ بانی تنظیم رحمۃ اللہ علیہ کے بتائے ہوئے طریقہ کار کے مطابق انقلاب کا سفر مرحلہ وار ہے:

1. سب سے پہلے دعوت کا حق ادا کیا جائے۔
2. اس دعوت کے ذریعے ایک منظم اور انقلابی جماعت تیار کی جائے۔
3. قرآن و سنت کی بنیاد پر کارکنان کی فکری و عملی تربیت کی جائے اور صبر و استقامت اُن کی سرشت کا حصہ بنایا جائے۔
4. آخر میں نظامِ باطل کے خلاف اقدام کیا جائے، مگر یہ اقدام پُرامن، منظم اور غیر مسلح ہوگا۔ اپنی جان قربان کی جا سکتی ہے لیکن کسی معصوم کی جان لینا جائز نہیں۔ آج اسلامی انقلاب کے لیے کی جانے والی بہت سی کوششیں غلط راستوں پر چل رہی ہیں۔ اس کے نتیجے میں عوام کو بلاوجہ مشکلات اور مصائب کا سامنا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے نبوی طریقۂ کار کو اپنائیں اور عوام کو یہ باور کرائیں کہ اسلامی نظام اسی راستے سے قائم ہوگا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہمیں نبی اکرم ﷺ کی سیرتِ طیبہ پر عمل کرنے اور نظامِ باطل کے خلاف پُرامن جدوجہد کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ❁❁❁

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ فیصل آباد جنوبی کے امیر محترم فیصل یعقوب کی اہلیہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0322-7974746

☆ فیصل آباد وسطی کے مقامی امیر محترم عبدالرؤف اور معاون حلقہ محترم محمد فاروق نذیر کے تایا زاد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-7997862

☆ حلقہ اسلام آباد، راولپنڈی کے مقامی امیر محترم صفدر حسین ستی کی ہمشیرہ وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0336-9140664

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی، نوشہرہ کے ناظم مالیات محترم محمد سعید قریشی کے ماموں وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0321-9701801

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِکَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

گوشۂ انسدادِ سود

وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال اور ان کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

متذکرہ بالا معتدل اندازِ فکر کی بناء پر جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ سود کے متبادل کے طور پر تمویل کے اصل اسلامی متبادلات مشارکہ اور مضاربہ ہیں جن کا مروجہ اسلامی بینکاری میں خاطر خواہ حجم نہیں پایا جاتا بلکہ اس کی جگہ مرابحہ، اجارہ اور مشارکہ متناقصہ کے ذریعے بینکنگ سیکٹر میں جو طریقے اختیار کیے گئے ہیں وہ مقاصدِ شریعہ اور مثالی تمویلی طریقوں کو غیر مؤثر کرنے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ غیر سودی بینکاری کے لیے مشارکہ اور مضاربہ کی طرف انحصار بڑھایا جائے اور مرابحہ، اجارہ اور مشارکہ متناقصہ وغیرہ کو اُن کی اصل شرعی شکلوں پر برقرار رکھتے ہوئے نظامِ بینکاری میں اُن کے استعمال کے حوالے سے غیر مقبول حیلوں سے حتی الوسع بچا جائے۔

(جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 1301 دن گزر چکے!

حکمِ الٰہی سے اعراض

مولانا محمد اسلم شیخوپوری رحمۃ اللہ علیہ

سورۃ النساء کی آیت 60 کا مفہوم ہے :

’’کیا آپؐ نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو کلام آپؐ کی طرف نازل کیا گیا اور اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو آپؐ سے پہلے نازل کیا گیا، وہ چاہتے ہیں کہ (اپنے تنازعات میں فیصلہ کے لیے) شیطان کی طرف رجوع کریں حالانکہ اُنہیں شیطان کے انکار کا حکم دیا گیا ہے اور شیطان چاہتا ہے کہ انہیں دور کی گمراہی میں جا ڈالے۔‘‘

امام ابن کثیرؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں اُن لوگوں کی تردید کی گئی ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ پر اور سابق انبیاء کرامؑ پر ایمان رکھنے کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن جب اُن کے درمیان اختلافات اور تنازعات سر اُٹھاتے ہیں تو پھر وہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کو چھوڑ دیتے ہیں اور انسانوں کے خودساختہ قوانین کے مطابق فیصلے کروانا پسند کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ کے شانِ نزول سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ ایک انصاری مسلمان (جو کہ حقیقت میں منافق تھا) اور یہودی کے درمیان کسی مسئلہ میں اختلاف ہو گیا یہودی چونکہ حضور اکرم ﷺ کی عدل پروری اور حق پرستی سے آگاہ تھا اس پر اُس نے آپؐ ہی کے سامنے یہ مقدمہ پیش کرنے پر اصرار کیا جبکہ منافق کی رائے یہ تھی کہ یہود کے سردار کعب بن اشرف کے پاس چلتے ہیں۔ یہودی کے اصرار کو دیکھتے ہوئے وہ منافق بھی رسول اللہ ﷺ کے حکم کو تسلیم کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ آپؐ نے فریقین کی بات سننے کے بعد یہودی کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ منافق نے باہر آ کر حضرت عمر فاروقؓ کے پاس جانے کی ضد کی، اس کا خیال ہوگا کہ چونکہ آپؓ کفر کے معاملے میں بڑے سخت اور یہود و نصاریٰ کے لیے ننگی تلوار ہیں، اس لیے وہ یقیناً یہودی کے خلاف ہی فیصلہ فرمائیں گے، وہ شاید یہ حقیقت نہیں جانتا تھا کہ حضرت عمرؓ ہوں یا کوئی دوسرے صحابیؓ، کفار کی دشمنی کے باوجود عدل و انصاف ہی کا ساتھ دیتے ہیں اور اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی وہ ظلم اور زیادتی نہیں کرتے۔ جب سیدنا فاروق اعظمؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر دونوں نے اپنا موقف پیش کیا جس کے ضمن میں یہ بھی بتا دیا کہ حضور اکرم ﷺ یہودی کے حق میں فیصلہ فرما چکے ہیں تو آپؓ نے یہ فرماتے ہوئے تلوار سے منافق کی گردن اُڑا دی کہ ’’جو شخص رسول اللہ ﷺ کے فیصلے پر راضی نہیں اُس کا فیصلہ میں یونہی کروں گا۔‘‘

مسلمان بحیثیت مسلمان اس اُمر کا پابند ہے کہ وہ اپنی مذہبی، معاشرتی، تجارتی، سیاسی، ازدواجی اور خاندانی زندگی کے تمام اختلافات کو کتاب وسنت کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کرے۔ قبیلوں، خاندانوں، جماعتوں خصوصاً کافروں کے بنائے ہوئے قوانین کو شریعت کے قوانین پر ترجیح دینا ایک مسلمان کی شان نہیں، بعض اوقات ایسا کرنا انسان کو کفر تک پہنچا دیتا ہے اور بعض صورتوں میں بندہ اعتقادی کافر تو نہیں ہوتا مگر عملی کفر کا مرتکب ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حکموں سے اعراض کی وجہ سے اعتقادی کافر ہو جانے کی ذیل کی چند صورتیں ہیں:

(1) احکام الٰہیہ کے مبنی برحق ہونے سے انکار کر دے۔

(2) ان کی حقانیت اور صداقت سے تو انکار نہ کرے لیکن اس کا عقیدہ یہ ہو کہ کتاب وسنت کے مقابلے میں انسانوں کے قوانین زیادہ بہتر ہیں۔

(3) انسانوں کے قوانین کو بہتر تو نہ سمجھے مگر کتاب وسنت کے برابر خیال کرے۔

(4) نہ بہتر سمجھے، نہ برابر سمجھے، لیکن اُس کا اعتقاد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کے حکم کے خلاف فیصلہ کرنا جائز ہے۔

عملی کفر کی صورت یہ ہے کہ کتاب وسنت پر ایمان کے باوجود محض شہوات اور خواہشات کی اتباع میں شریعت سے روگردانی کرے، ایسا کرنے کی وجہ سے اگرچہ کوئی شخص ملت اسلامیہ سے تو خارج نہیں ہوتا مگر یہ روگردانی اور اعراض کرنا زنا، شراب نوشی اور چوری ڈاکے کی طرح کبائر میں سے ایک کبیرہ گناہ ہے۔

سورۃ المائدہ کی آیت 44، 45 اور 47 میں ان لوگوں کے بارے میں بڑے سخت الفاظ آئے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے، پہلی آیت میں ایسے انسانوں کو کافر، دوسری آیت میں ظالم اور تیسری آیت میں فاسق قرار دیا گیا ہے۔

جب سورۃ توبہ کی وہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں نصاریٰ کے بارے میں کہا گیا ہے: ’’انہوں نے اپنے علماء اور مشائخ کو اللہ کو چھوڑ کر رب بنا رکھا ہے۔‘‘ (سورۃ توبہ: 31) تو حضرت عدی بن حاتمؓ نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم اپنے علماء و مشائخ کو رب تو نہیں سمجھتے تھے آپؐ نے فرمایا کیا ایسا نہیں تھا کہ وہ جس چیز کو حلال کہتے تھے تم بھی اُسے حلال اور جسے وہ حرام کہتے تھے تم بھی اسے حرام سمجھنے لگتے تھے۔ انہوں نے عرض کیا ہاں ایسا تو ہوتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا یہی ہے مشائخ اور علماء کا رب تسلیم کرنا۔

آخر میں ہم اللہ کے حکموں سے اعراض کے چند نقصانات بیان کرتے ہیں:

(1) کتاب وسنت کو چھوڑ کر انسانوں کے خودساختہ قوانین میں زندگی کے مسائل کا حل تلاش کرنے والا اللہ تعالیٰ کے غضب کا مستحق ہو جاتا ہے۔

(2) قلق، اضطراب، پریشانیاں اور نفسیاتی بیماریاں ایسے شخص کو چاروں طرف سے گھیر لیتی ہیں۔

(3) وضعی قوانین کی اتباع سے جرائم پرورش پاتے ہیں اور ظلم وزیادتی کی روک تھام مشکل ہو جاتی ہے جبکہ اسلامی نظام کو دستورِ حیات بنانے سے مجرموں اور جرائم کا قلع قمع ہو جاتا ہے۔

(4) انسانی دستور کا دل میں احترام نہ ہونے کی وجہ سے اُس کی خلاف ورزی کثرت سے ہوتی ہے، جونہی کسی کا داؤ لگتا ہے وہ اُسے پاؤں تلے روند دیتا ہے جبکہ دستورِ اسلامی کا احترام دل میں ہوتا ہے، نہ تنہائی میں اس کی خلاف ورزی کی جاتی ہے اور نہ ہی سرعام اس کی بے حرمتی کی جاتی ہے۔

ملک عزیز پاکستان کو ’’لا الٰہ الا اللہ‘‘ کے تقاضوں کی تکمیل کے لیے حاصل کیا گیا تھا اور اس کے لیے لاکھوں انسانوں نے قربانیاں دی تھیں، لیکن اس کے حصول کے مقاصد آج تک حاصل نہیں ہو سکے، حکومت سے عدالت تک ہر جگہ قوانین الٰہیہ کی بے حرمتی کا سلسلہ جاری ہے، ہم ایک ایسی زندگی بسر کر رہے ہیں جس میں نفاق کی نشانیاں موجود ہیں۔ الا ماشاء اللہ! ہم اپنے آپ کو مسلمان ضرور کہتے ہیں، لیکن اپنے اختلافات اور جھگڑوں میں کتاب وسنت کی حکمرانی تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے، اس حکم عدولی اور اعراض نے ہمیں آدھے ملک سے محروم کر دیا ہے جبکہ باقی آدھا ملک بھی چراغ سولی بنا ہوا ہے۔ حکمرانوں اور سیاستدانوں سے قطع نظر افراد کا بھی یہ حال ہے کہ قرآن کریم کی روزانہ تلاوت اور پھر اس کی عظمت کو تسلیم کرنے کے باوجود ایسے حضرات انگلیوں پر گنے جا سکتے ہیں جو بلاچوں وچراں زندگی کے ہر شعبے میں قرآن کریم کی بالادستی تسلیم کرنے پر آمادہ ہوں۔

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(6تا9نومبر2025ء)

جمعرات 06 نومبر: مرکزی اسرہ کے اجلاس کی صدارت کی ۔ دوپہر کو شعبۂ نظامت کے اجلاس کی صدارت کی ۔ شام کو سابق امیر تنظیم اسلامی محترم حافظ عاکف سعید صاحب کی عیادت کے لیےان کے گھر جانا ہوا۔

جمعۃ المبارک 07 نومبر: صبح شعبہ زکوٰۃ و انگریزی کے اجلاس کی صدارت کی ۔ نمازِ جمعہ سے قبل مشیر خصوصی محترم ایوب بیگ مرزا صاحب سے ملاقات ہوئی ۔ خطابِ جمعہ (تقریر) مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ماڈل ٹاؤن، لاہور میں ارشاد فرمایا ۔ سہ پہر کو شعبہ سمع وبصر کے اجلاس کی صدارت کی ۔ بعدنمازِ عصر مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ماڈل ٹاؤن لاہور میں ایک نکاح کی تقریب میں تذکیری گفتگو کی ۔ بعدازاں دیرینہ رفیق تنظیم شیخ رحیم الدین صاحب سے ان کے گھر پر مختصر ملاقات کی ۔ بعدنمازِ مغرب پروگرام ''امیر سے ملاقات'' کی ریکارڈنگ کرائی ۔ رات کو ناظم شعبہ تعلیم وتربیت خورشید انجم صاحب کے صاحبزادے کی نکاح کی مناسبت سے مبارک باد کے لیے ان کے گھر پر ملاقات ہوئی ۔

ہفتہ 08 نومبر: صبح ملی مجلس شرعی کے رابطہ سیکریٹری ڈاکٹر محمد امین صاحب سے مرکز میں ملاقات ہوئی ۔ تعلیمی اداروں میں قرآنی تعلیمات اور دینی امور کے حوالہ سے مشترکہ قانونی کوششوں جیسے موضوعات پر گفتگو رہی ۔ بعدازاں ایک ریٹائرڈ سینئر حکومتی ذمہ دار سے ان کے گھر پر ملاقات رہی ۔ ملکی حالات، نفاذِ دین کی جدوجہد اور بانی محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحبؒ کی فکر اور منہج کے حوالہ سے گفتگو رہی ۔ ان دونوں ملاقاتوں میں ناظم اعلیٰ محترم ڈاکٹر سید عطاء الرحمان عارف صاحب اور ناظم رابطہ محترم اظہر بختیار خلجی صاحب بھی ہمراہ تھے ۔ شام کو کراچی روانگی ہوئی ۔

اتوار 09 نومبر: صبح تا قبل از نمازِ ظہر انجمن خدام القرآن سندھ، کراچی کے 39 ویں سالانہ اجلاس کی صدارت کی ۔ بعدازاں تقریب میں ''قرآن، صاحب قرآن اور امت مسلمہ'' کے موضوع پر خطاب کیا ۔

معمول کی سرگرمیاں: نائب امیر صاحب سے مستقل آن لائن رابطہ رہا اور دیگر تنظیمی امور انجام دیئے ۔ متفقہ ترجمہ ونصاب قرآنی کے حوالہ سے ذمہ داریاں انجام دیں اور کچھ پروگراموں میں شرکت کی ۔ زونل سالانہ اجتماع کے حوالہ سے رفقاء کے لیے پیغام کے علاوہ معمول کی کچھ ریکارڈنگز کرائیں ۔

پریس ریلیز 14 نومبر 2025ء

اسلام میں سربراہِ مملکت سمیت کسی شخص کے لیے بھی استثنا کی کوئی گنجائش نہیں ۔ اگر عدالتیں آزاد نہ ہوں گی تو عوام کے حقوق کا تحفظ کیسے ممکن رہے گا؟
شرعی معاملات کی تشریح اور اُن پر فیصلہ کا اختیار جید علماء کرام کی اکثریت پر مشتمل وفاقی شرعی عدالت کے سپرد کیا جائے ۔

شجاع الدین شیخ

اسلام میں سربراہِ مملکت سمیت کسی شخص کے لیے بھی استثنا کی کوئی گنجائش نہیں ۔ تاحیات استثنا تو چوری پر سینہ زوری ہے ۔ اگر عدالتیں آزاد نہ ہوں گی تو عوام کے حقوق کا تحفظ کیسے ممکن رہے گا؟ شرعی معاملات کی تشریح اور اُن پر فیصلہ کا اختیار جید علماء کرام کی اکثریت پر مشتمل وفاقی شرعی عدالت کے سپرد کیا جائے ۔ ان خیالات کا اظہار تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کیا ۔ اُنہوں نے کہا کہ حال ہی میں 27 ویں آئینی ترمیم منظور کی گئی ہے جس میں سربراہِ مملکت کو تاحیات استثنا دے دیا گیا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اسلام میں ریاست اور مقتدر حلقوں کے سربراہ سمیت کسی کے لیے بھی کسی پہلو سے استثنا کی کوئی گنجائش نہیں ۔ اُنہوں نے کہا کہ آزاد عدلیہ ہی عوام کے جملہ آئینی اور قانونی حقوق کے تحفظ کی ضامن ہوتی ہے ۔ لہٰذا کسی بھی ریاست میں نظامِ عدل کا ہر حال میں بول بالا رہنا چاہیے تاکہ عوام کی دادرسی بھی ہو سکے اور اُن پر ظلم وجبر کو بھی روکا جا سکے ۔ البتہ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ شرعی معاملات کو طے کرنے اور اس حوالے سے تشریح اور فیصلہ کرنے کا حق صرف وفاقی شرعی عدالت کے سپرد کیا جائے، جس میں جید علماء کرام کی اکثریت ہو ۔ اُنہوں نے مطالبہ کیا کہ ایسی تمام آئینی شقوں اور قوانین کا خاتمہ کیا جائے جو شریعت کے منافی ہیں اور آئندہ کوئی قانون سازی قرآن وسنت کے منافی نہ کی جائے، اور یہ اصول پاکستان کے آئین میں بھی درج ہے ۔ اُنہوں نے کہا کہ اسلام کے نام پر قائم ہونے والے اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تمام قانون سازی قرآن وسنت کے دائرہ میں رہتے ہوئے کی جائے ۔ یہ اُسی صورت میں ممکن ہوگا جب آئین میں موجود اسلامی شقوں کو باقی تمام شقوں پر عملی طور پر بالادستی حاصل ہوگی ۔ لہٰذا حکومت آئین میں موجود غیر شرعی دفعات کے خاتمہ، اسلامی دفعات کی دیگر پر بالادستی اور ملک میں اسلام کے نظامِ عدلِ اجتماعی کے نفاذ وقیام کو اپنی اولین ترجیح بنائے تاکہ ہم دنیا اور آخرت دونوں میں کامیاب وکامران ہوں سکیں ۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

اخبارِ اسلام

غزہ: اصل صورتحال کیا ہے؟ (بشکریہ: فرینڈز آف فلسطین)

- جنگ کے بعد غزہ میں صرف انسانی جانیں، عمارتیں اور انفراسٹرکچر ہی تباہ نہیں ہوا بلکہ 90 فیصد آبادی کو روزمرہ کی ضروری غذا تک رسائی حاصل نہیں۔ صرف 5 فیصد زمین ہی قابلِ کاشت رہ گئی ہے، جبکہ 8.77% زرعی اراضی مزارعین کے لیے ناقابلِ رسائی ہے۔ 87% زیر کاشت زمینیں تباہ ہو چکی ہیں، اور 80% گرین ہاؤسز ملبے کا ڈھیر بن چکی ہیں، جو تقریباً ایک ہزار ایکڑ زرعی نقصان کے برابر ہے۔ 87% زرعی کنوئیں بھی تباہ ہو چکے ہیں۔ وزارتِ صحت فلسطین کے جاری کردہ اعداد و شمار کے مطابق 11 اکتوبر 2025ء کو جنگ بندی کے اعلان کے بعد سے کل شہداء کی تعداد 241 سے زیادہ جبکہ کل زخمیوں کی تعداد 619، ملبے تلے سے نکالے گئے افراد 528 ہوگئی ہے۔ اس طرح 7 اکتوبر 2023ء سے اب تک اسرائیلی جارحیت کے نتیجے میں مجموعی طور پر 69176 شہید اور 170690 زخمی ہو چکے ہیں۔
- ڈاکٹر احمد الفرا، سربراہ شعبہ اطفال و زچگی ناصر میڈیکل کمپلیکس، غزہ نے کہا ہے کہ ''ہم اب بھی جنگ کے سائے میں جی رہے ہیں، روزانہ زخمی اور شہداء ہمارے پاس پہنچتے ہیں۔ غزہ میں سب سے مشکل ترین معاملہ یتیموں کا ہے، صرف اس جنگ کے دوران 58 ہزار یتیم بچوں کا اندراج کیا گیا ہے۔''
- وزارتِ اوقاف فلسطین کے مطابق اسرائیلی قابض افواج نے اکتوبر کے مہینے میں الخلیل کی مسجد ابراہیمی میں 96 مرتبہ اذان دینے سے روکا۔
- اسرائیلی چینل ''کان'' کے مطابق، عکا میں اسرائیلی بحریہ کے کالج میں تقریباً 70 افسران کو زہریلے پن کی علامات کے باعث متاثر ہونے پر اسپتال منتقل کیا گیا۔ اس واقعے کی تحقیقات شروع کر دی گئی ہیں تاکہ زہریلے مادے کے ماخذ اور اسباب کا تعین کیا جاسکے۔
- ذرائع کے مطابق اسرائیلی اداروں پر ہفتہ وار اوسطاً 1733 سائبر حملے کیے جا رہے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ تعداد امریکہ اور پورے یورپ میں ریکارڈ ہونے والے حملوں سے بھی زیادہ ہے۔
- تحریکِ مزاحمت (حماس) نے ایک پریس ریلیز کے ذریعے واضح کیا ہے کہ وہ استنبول میں جمہوری پراسیکیوٹر جنرل کی جانب سے 37 صہیونی عہدیداران، جن میں قابض حکومت کے جنگی مجرم وزیر اعظم نیتن یاہو، سابق اور موجودہ وزرائے جنگ گالانٹ اور کاتس جیسے دہشت گرد شامل ہیں، کے خلاف وارنٹ گرفتاری کے اجرا کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ اور ہم دنیا بھر کے ممالک اور ان کے عدالتی اداروں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ بھی صہیونی دہشت گرد قیادت کے خلاف گرفتاری کے قانونی وارنٹ جاری کریں۔
- غزہ کی سکیورٹی ایجنسیوں نے وسطی غزہ میں ایک بڑی کارروائی کے دوران ضلعی آپریشنز سینٹر سے ایک ٹرک کے ذریعے منشیات کی بھاری مقدار کی اسمگلنگ کی کوشش ناکام بنا دی۔ واضح رہے کہ انسدادِ منشیات کی مہم سماجی سلامتی کو مضبوط بنانے کی کاوشوں کا حصہ ہے۔
- اسرائیلی کنیسٹ نے فلسطینی قیدیوں کے لیے سزائے موت کے قانون کے مسودے کو پہلی خواندگی میں منظور کر لیا ہے۔ یہ اقدام انسانی حقوق کی کھلی خلاف ورزی اور فلسطینیوں کے خلاف اسرائیلی نسل پرستی کا نیا مظہر ہے۔

مسلم دنیا سے متعلق دیگر ممالک کی اہم خبریں

- **غزہ: مزاحمت کار ہتھیار نہیں ڈالیں گے؛ حماس:** تحریک مزاحمت (حماس) نے واضح کیا ہے کہ غزہ کے علاقے رفح میں حماس کے مجاہدین چھپے ہوئے اور زیر زمین مزاحمت کار اسرائیل کے سامنے ہتھیار نہیں ڈالیں گے اور ثالثین پر زور دیا ہے کہ وہ اس بحران کا حل تلاش کریں جس سے ایک ماہ پرانی جنگ بندی کو خطرہ ہے۔
- **غزہ میں تمام سرنگوں کو فوری تباہ کیا جائے: اسرائیلی آرمی چیف کا حکم:** اسرائیلی فوج کے سربراہ لیفٹیننٹ جنرل ایال زمیر نے حکم دیا ہے کہ غزہ میں تمام سرنگوں کو فوری طور پر تباہ کیا جائے کیونکہ سرنگوں میں اُن کے خلاف خفیہ سرگرمیاں چل رہی ہیں۔ واضح رہے کہ صہیونی فوج کی جانب سے جنگ بندی معاہدے کی مسلسل خلاف ورزیاں جاری ہیں۔
- **انڈونیشیا: مسجد میں نماز جمعہ کے دوران دھماکہ:** دارالحکومت جکارتہ میں سکول کی مسجد میں نماز جمعہ کے دوران دھماکے کے نتیجے میں 54 افراد زخمی ہو گئے۔
- **سوڈان: نسل کشی کے ثبوت مٹانے کے لیے لاشیں جلائی جا رہی ہیں: میڈیکل تنظیم:** سوڈانی میڈیکل تنظیم ''سوڈان ڈاکٹرز نیٹ ورک'' کا کہنا ہے کہ آر ایس ایف کے اہلکاروں نے دارفور کے مغربی علاقے کے شہر الفاشر کی سڑکوں سے لاشیں جمع کر کے اُن کو جلا دیا ہے تاکہ اجتماعی قتلِ عام کے ثبوت مٹائے جا سکیں۔
- **سعودی عرب: رماح النصر فوجی مشق ختم ہوگئی:** وزارت دفاع نے مشرقی سیکٹر میں ایئر وار فیئر سنٹر میں مشق رماح النصر 2-25 (فتح کے نیزے) کی کامیابی سے تکمیل کر لی۔ رائل سعودی ایئر فورس کے مختلف یونٹس کے فضائی عملے، تکنیکی اور معاون عملے نے مشق میں حصہ لیا۔ یہ مشق یونٹوں کے درمیان تیاری اور آپریشنل انضمام کو بڑھانے کے لیے فضائیہ کی کوششوں کا حصہ ہے۔

سعودی عرب: پاکستان سے حج 2026ء کے حوالے سے معاہدہ: سعودی نائب وزیر حج و عمرہ ڈاکٹر عبدالفتاح بن سلیمان المشاط اور پاکستان کے وفاقی سیکرٹری مذہبی امور ڈاکٹر سید عطاء الرحمٰن نے جدہ میں حج معاہدے پر دستخط کیے۔ دستخط کی تقریب میں پاکستان میں تعینات سعودی سفیر عزت مآب نواف بن سعید المالکی، ڈی جی حج جدہ عبدالوہاب سومرو، دیگر مقامی حکام اور پرائیویٹ حج کمپنیوں کی نمائندہ تنظیم HOAP (ہوپ) کے عہدے داران شریک ہوئے۔

- **اقوامِ متحدہ: ہتھیاروں، جوہری سلامتی سے متعلق پاکستانی قراردادیں منظور:** اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل مشن کے ایک بیان میں بتایا گیا ہے کہ ہتھیاروں کے کنٹرول اور جوہری سلامتی سے متعلق پاکستان کی پیش کردہ 4 قراردادیں منظور کر لی گئیں۔ واضح رہے کہ پاکستان نے کئی دہائیوں سے اقوام متحدہ میں جوہری تخفیفِ اسلحہ، علاقائی تخفیفِ اسلحہ، روایتی ہتھیاروں کے کنٹرول اور اعتماد سازی کے اقدامات کے ترجیحی امور کو آگے بڑھانے کے لیے اقدامات کی قیادت کی ہے۔ سیکرٹری جنرل انتونیو گوتریس نے اسلام آباد میں خودکش حملے پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے متاثرہ خاندانوں سے اظہار تعزیت اور زخمیوں کی جلد صحت یابی کے دعا کی اور خودکش حملے کی تحقیقات کا مطالبہ کیا اور کہا کہ دہشت گردی میں ملوث افراد کو انصاف کے کٹہرے میں لانا ہوگا۔
- **ترکیہ: فوجی طیارہ C-130 گر کر تباہ:** ترک فوجی کارگو طیارہ سی-130 آذربائیجان سے واپسی کے دوران جارجیا کے قریب گر کر تباہ ہو گیا۔

تحقیق: خالد نجیب خان (معاون مرکزی شعبہ نشر و اشاعت)

امیر محترم کا دعوتی دورہ حلقہ پوٹھوہار

امیر محترم شجاع الدین شیخ حلقہ پوٹھوہار کے دعوتی دورہ پر 02 نومبر بروز اتوار نائب ناظم اعلیٰ ڈاکٹر امتیاز احمد کے ساتھ راولپنڈی سے کلرسیداں پہنچے۔ امیر حلقہ پوٹھوہار نے اُن کا استقبال کیا۔ پروگرام کا آغاز 11:15 بجے تلاوت اور نعت رسولؐ سے ہوا۔ اس کے بعد امیر محترم نے ''اتحادِ اُمت اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر تقریباً ایک گھنٹہ خطاب فرمایا۔ خطاب کے بعد سامعین کے سوالوں کے جوابات بھی دیئے۔ اس کے بعد امیر محترم گوجرخان کے لیے روانہ ہو گئے۔ دفتر حلقہ پہنچ کر آپ نے نمازِ ظہر ادا کی اور کچھ دیر آرام کیا۔ بعد نمازِ عصر چکوال تنظیم کے سابق امیر محمد شہزاد بٹ سے ملاقات رہی۔ نمازِ مغرب سے قبل آپ جامع مسجد العابد تشریف لے گئے، جہاں نماز کے بعد ''اتحادِ امت اور ہماری ذمہ داریاں'' کے موضوع پر مفصل خطاب کیا۔ رات آپ نے دفتر حلقہ قیام کیا۔

3 نومبر بروز پیر ناشتہ کے بعد آپ 8:30 بجے القادر یونیورسٹی سوہاوہ کے لیے روانہ ہو گئے۔ یونیورسٹی کے ڈائریکٹر نے آپ کا استقبال کیا اور یونیورسٹی کا تعارف کروایا۔ اس کے بعد آپ نے طلبہ سے تقریباً ایک گھنٹہ خطاب کیا اور پھر سوالات کے جوابات دیئے۔ گیارہ بجے آپ القادر یونیورسٹی سے میرپور کے لیے روانہ ہو گئے۔ بارہ بجے MIMS کالج پہنچ کر طلبہ سے خطاب کیا اور ان کے سوالوں کے جوابات دیئے۔ یہ پروگرام دو بجے تک جاری رہا۔ ظہرانے کے بعد اسلام آباد ایئرپورٹ کے لیے روانہ ہو گئے۔ اقامت دین کی جدوجہد میں اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔ (رپورٹ: حافظ ندیم مجید، امیر حلقہ پوٹھوہار)

حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے زیرِ اہتمام دعوتی خطاب

ناظم دعوت حلقہ محترم حبیب الرحمٰن نے ضلع نوشہرہ کے گاؤں غلہ ڈھیر کی جامع مسجد شیخان کے خطیب اور پیش امام محترم مولانا عبدالکریم سے خصوصی ملاقات کی۔ محترم حبیب الرحمٰن نے انہیں تنظیم کی کچھ کتب پیش کیں اور اس موقع پر خطیب صاحب کے ساتھ تنظیمی فکر کے ضمن میں گفتگو کی۔ مولانا عبدالکریم نے ناظم دعوت حلقہ کو تنظیم اسلامی کے حوالے سے کچھ گفتگو کرنے کے لیے کہا۔ اس موقع سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے توسیع دعوت کے سلسلے میں ایک پروگرام کا انعقاد کیا گیا۔ یہ پروگرام بعد از نمازِ مغرب شروع ہوا اور آذانِ عشاء سے قبل اختتام پذیر ہوا۔ ان کا موضوع ''رسول اکرم ﷺ کا مقصد بعثت اور ہماری ذمہ داری'' تھا۔ اُنہوں نے ایک مدلل خطاب فرمایا، جسے شرکاء نے پسند کیا۔ اس پروگرام میں تقریباً 24 احباب نے شرکت کی۔ (رپورٹ: سعید اللہ شاہ، معتمد حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی)

حلقہ کراچی جنوبی کے تحت چھوٹا پارک پی این ٹی سوسائٹی میں توسیع دعوت کیمپ

تنظیم اسلامی حلقہ کراچی جنوبی کے زیرِ اہتمام توسیع دعوت پروگرام اتوار 26 اکتوبر 2025ء کو چھوٹا پارک پی این ٹی سوسائٹی کورنگی کراچی میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام کی میزبانی تنظیم کورنگی غربی نے کی۔ خطابِ عام کی اطلاع پول بینگرز اور ہینڈ بلز کے ذریعے پہلے ہی دی جا چکی تھی۔

تنظیم کورنگی غربی کے رفقاء سہ پہر ساڑھے تین بجے مقررہ مقام پر پہنچ گئے اور تمام ضروری انتظامات مکمل کر لیے گئے۔ شام چار بجے سے قبل حلقہ کراچی جنوبی کی تین مقامی تنظیمات لانڈھی، کورنگی شرقی اور کورنگی وسطی معاونت کے لیے پہنچ گئے اور تمام شرکاء کا باہمی تعارف ہوا۔ اسٹیج سیکرٹری کی ذمہ داری نقیب اسرہ محترم ملک فیض رسول نے سنبھالی اور دعوت الی اللہ کی فضیلت پر گفتگو فرمائی۔ انہوں نے کہا کہ اتباعِ رسول ﷺ ہر مسلمان پر واجب ہے۔

اس کے بعد کورنگی غربی تنظیم کے رفقاء نے رہبر کا رول ادا کیا اور دیگر تنازیم کے رفقاء نے ان کی معاونت کے لیے ٹیمیں بنائی اور ان کو نمازِ عصر کے لیے پی این ٹی کی سات مساجد میں بھجوا دیا گیا۔ انہوں نے باجماعت نمازِ عصر پڑھنے کے بعد پہلے سے محلوں کے اندر گھر گھر جا کے دعوتی پیغام پہنچایا۔ تمام ٹیمیں نمازِ مغرب سے آدھا گھنٹہ قبل لوٹ آئیں اور اپنی کارگزاری پیش کی۔

نمازِ مغرب گراؤنڈ کے سامنے ہی مسجد میں ادا کرنے کے بعد خطابِ عام ''اتباع رسول ﷺ اور اس کے تقاضوں'' پر ناظم دعوت حلقہ کراچی جنوبی محترم عامر خان نے موثر اور بصیرت افروز درس دیا۔ انہوں نے آپ ﷺ کے ساتھ تعلق اور ان کی شفاعت کا حقدار بننے کو لے جانے والے راستوں سے عوام الناس کو آگاہ فرمایا اور یہ بھی فرمایا کہ یہ صرف تمنا سے نہیں بلکہ عملی اقدامات اُٹھانے سے ممکن ہوگا۔

اجتماع گاہ کے اندر مکتبہ کا بھی انتظام کیا گیا تھا اور رابطہ فارم بھی مہیا تھے جس میں آنے والے احباب کے کوائف درج کیے گئے۔ مکتبہ پر تمام کتابیں تحفتاً دستیاب تھیں، جس سے عوام الناس نے بھرپور استفادہ کیا۔ درس کا اختتام مسنون دعا پر ہوا۔ جس میں فلسطین کے مسلمانوں اور شہداء کے لیے خصوصی دعا کی گئی۔ اس پروگرام میں تنظیم کے 100 رفقاء اور 60 احباب نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری کوششوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور ہمیں دعوت دین کا حقیقی فہم عطا فرمائے۔ آمین!

(رپورٹ: وقاص علی، قائم مقام امیر تنظیم کورنگی غربی، حلقہ کراچی جنوبی)

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاءاللہ

''قرآن اکیڈمی ڈیفنس، کراچی'' میں (زون جنوبی پاکستان کے تحت)

28 تا 30 نومبر 2025ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

نقباء کورس (نئے و متوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-35340022-24

0333-3503446/ 0300-2030975

رفقاء متوجہ ہوں — ان شاءاللہ

''مسجد جامع القرآن گلشن سحر قاسم آباد (حلقہ حیدرآباد)'' میں

30 نومبر تا 6 دسمبر 2025ء (بروز اتوار نمازِ عصر تا بروز ہفتہ نمازِ ظہر)

مبتدی تربیتی کورس کا انعقاد ہو رہا ہے۔

زیادہ سے زیادہ رفقاء متعلقہ کورس میں شریک ہوں۔

اور

05 تا 07 دسمبر 2025ء (بروز جمعۃ المبارک بعد نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

ذمہ داران ریفریشر کورس کا انعقاد ہو رہا ہے۔

نوٹ: درج ذیل موضوع پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔ ذمہ داران سے گزارش ہے کہ مطالعہ کر کے تشریف لائیں۔

☆ منہج انقلاب نبوی ﷺ (صفحات: 1 تا 90)

☆ اسلام کا انقلابی منشور (ویڈیو نمبر 5)

زیادہ سے زیادہ ذمہ داران پروگرام میں شریک ہوں۔

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0334-2109545 / 0300-3012849

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت : 78-35473375(042)

Descending…

Raza ul Haq

Free fall through our midnight
Heedless in our slumber
Free fall through this boundlessness
Falling isn't flying
Come, our end, suddenly
Concede suddenly
Pray we mitigate the ruin

This floating nescient we
Epilogue of our own fable
This madness of our own making
Floating isn't infinite
All hail our lethargy
To the quickened dissolution
Calling all to arms and order

Drifting through this boundlessness
Sound our dire reveille
Lest we
Stir us from our
Mitigate our ruin
Sound the dread alarm
Sound the reveille

This madness of our own making
Rouse all from our apathy
Cease to be
Wanton slumber
Call us all to arms and order
Through our primal body
To be or not to be

Rise
Stay the reading of our epilogue
It's elementary
Mobilize
Stir us from our
Mitigate our ruin

Stay the grand finale
One drive to stay alive
Muster every fibre
Stay alive
Wanton slumber
Call us all to arms and order

Vol: 34 | Regd. No. C.P.L NO.114 | No.44

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore